ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

اسلامی اقدار کا نقیب

نگران اعلیٰ

مولانا مفتی محمود

18/1

عزیزانِ گرامی

ہمیں فخرِ نسبی کا
موقعہ صرف اسی وقت
حاصل ہوگا جب کہ
اللہ تعالےٰ کی مغفرت
اور ہمارے آقا و ولی نعمت
نانا جان حضرۃ محمد رسول اللہ
صلّی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی
حاصل ہو جائے ۔ اِس سے پہلے
یہ مفاخرت جہالت اور
نادانی ہے ۔"

حضرت مدنی رح

مذاقِ شاعرانہ

خُون آلُودہ فسانہ کیوں بلوچستان ہے؟
آبرُو کا شاخسانہ کیوں بلوچستان ہے؟
اے مُحبّانِ وطن "اے غم گسارانِ عوام"
بربریّت کا نشانہ کیوں بلوچستان ہے؟
"اے غریبوں کے رفیقو! مُفلسوں کے دوستو!"
آج تک بے آب و دانہ کیوں بلوچستان ہے؟
وہ مسلح نوجواں، وہ سرحدوں کے پاسباں
اِن دنوں اُن کا ٹھکانہ کیوں بلوچستان ہے؟
"مردِ اصلاحات" سے پُوچھے کوئی؟
زیرِ دستِ آمرانہ کیوں بلوچستان ہے؟
کچھ تو ہو ارشاد، شاہیں کس لیے محبُوس ہیں؟
کرگسوں کا آشیانہ کیوں بلوچستان ہے؟
کیوں پہاڑوں میں چھپے ہیں لوگ سوچیں حکمراں؟
اِک صدائے باغیانہ کیوں بلوچستان ہے؟
نفرتوں کی فصل بوئی جا رہی ہے کس لیئے؟
غُربتوں کا آستانہ کیوں بلوچستان ہے؟
مُضطرب ہیں نوجواں کیوں شادمانی کیلیے!
غم ہی غم روز و شبانہ کیوں بلوچستان ہے؟
مُنصفانہ حل کے طالب ہیں عوام؟
اِک مذاقِ شاعرانہ کیوں بلوچستان ہے؟

ہو گئے ہیں گر سپر انداز سارے شر پسند
کچھ وزیروں کا ترانہ کیوں بلوچستان ہے؟

اِکرام القادری

اداریہ

اکرام القادری

قادیانی اقلیت

قادیانی اقلیت کا سالانہ جلسہ عامۃ المسلمین کی منشا و مرضی کے برعکس حسبِ سابق منعقد ہوا۔ جلسے کے انعقاد کی تاریخوں کے اعلان و اشتہار کے فوراً بعد ملک کے کونے کونے سے صدائے احتجاج بلند ہوئی۔ امت مسلمہ کا ہر فرد بلا امتیاز و تفریق مکتب و مسلک سراپا احتجاج بنا ہوا تھا۔ ہر طرف کرب و اضطراب محسوس کیا جاتا رہا۔ اپوزیشن رہنماؤں نے اجتماعات و اخبارات کی وساطت سے بروقت عوامی حکومت کے سورماؤں کو قادیانی غیر مسلم اقلیت کے سالانہ جلسہ کی آئینی حیثیت سے آگاہ کیا۔

بالخصوص جمعیۃ علماء اسلام کے اکابرین نے برملا کہا کہ قومی اسمبلی کے منصفانہ اور متفقہ فیصلے کے بعد قادیانی غیر مسلم اقلیت کو اسلامی اصطلاحات کے استعمال کا حق نہیں پہونچتا۔ قادیانی امت کی اس ناجائز حرکت سے اسلام اور شعائر اسلام کی براہِ راست توہین ہوتی ہے۔ یہ مسلم آزاری اب بند ہونی چاہیے دیگر غیر مسلم اقلیتوں کی طرح ملک کے با اختیار اور مقتدر ترین ادارے نے متنبئ قادیان اور اس کے پجاریوں کی آئینی حیثیت متعین کر دی ہے۔ یہ کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے کہ وہ پاکستان کے ایک شہر کو ریشہ دوانیوں اور تخریب کاریوں کی جولاں گاہ قرار دے لیں۔ قادیانیوں سے یہ حق کبھی کسی نے نہیں چھینا کہ وہ اپنے معبد خانوں میں اپنی مذہبی رسومات ادا نہ کریں۔ لیکن ختم نبوت کے جعلی محافظوں نے ان تمام احتجاجات کا کوئی نوٹس نہ لیا۔ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ ”عوامی حکومت“ نے حزبِ اختلاف کی ہر صحیح و جائز بات نہ ماننے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔ حزب مخالف کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات عوامی حکمرانوں کے لیے زہر ہلاہل اور ان کا ہر لفظ قند و نبات، آئین کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھرتی ہیں تو بکھریں۔ ملکی استحکام و سالمیت کو خطرہ لاحق ہوتا ہے تو ہو، قومی اسمبلی کی حیثیت مجروح ہوتی ہے تو ہوتی رہے۔ ملک کے غریب اور اسلام دوست عوام کرب و بے چینی کے دہکتے ہوئے الاؤ میں جلتے ہیں تو جلیں۔ انہیں خرمستیوں سے کام، ملک کی نیّا پار ہو یا گرداب و بھنور کے حوالے یہ دریائے عصیاں میں سرتا پا غرق۔ ملک کے در و دیوار پر محافظِ ختمِ نبوت کے قدِّ آدم اشتہار چسپاں کر کے عوام کو دھوکہ دینے والے دراصل خود اپنے آپ سے غیر شعوری مذاق میں مبتلا ہیں۔

متنبئ قادیان کے پوتے مرزا ناصر اور اس کے یمین و یسار کی تقریریں اخبارات و رسائل میں آچکی ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جس طرح سے زہر چکانی کی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مرزا ناصر نے جو ژاژخائی اور ہرزہ سرائی کی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ملک کی پارلیمنٹ کے منصفانہ فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے، بلکہ پارلیمنٹ کے فیصلے کا بالواسطہ استخفاف کرتا ہے۔

مرزا ناصر ہزار مرتبہ جھوٹی بشارتوں اور مضحکہ خیز خوش خبریوں سے اپنے حوارین کا مورال قائم رکھیں، ہمیں کوئی سروکار نہیں، لیکن انہیں ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فرمان و بشارت کو انگریز کے ”خود کاشتہ پودے“ پر چسپاں کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جا سکتی۔ مرزا ناصر نے کہا ہے کہ ”جماعتِ احمدیہ خدا کے پیار کے سمندر میں موجزن ہے“ قادیانی امت تحریک ختم نبوت کے دوران خدا کے پیار کے سمندر کی ایک

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ~~۱۷~~ ۱۸ شمارہ نمبر ~~۳۴~~ ۱

جمعۃ المبارک ۳ جنوری سنہ ۱۹۷۵ء

سرپرست

مولانا عبیداللہ انور

رئیس الادارہ

اکرام القادری

مجلسِ ادارت

ڈاکٹر احمد حسین کمال
مولانا سعید احمد رائے پوری
سیّد مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

بدلِ اشتراک

سالانہ — ۳۸ روپے
ششماہی — ۱۹ روپے
سہ ماہی — ۹/۵۰

فی پرچہ

۷۵ پیسے

جھلک دیکھ چکی ہے۔ شاید وہ اس غلط فہمی کا شکار ہوں کہ مسلمانوں کے جذبات سرد پڑ چکے ہیں۔ ہم انہیں بتا دینا چاہتے ہیں کہ سرورِ کائنات کے معاملہ میں گنہگار ترین مسلمان بھی عشقِ نبویؐ کی چنگاری اپنے سینے میں ہر وقت روشن رکھتا ہے۔ یہ چنگاری سارقینِ ختمِ نبوت کے لیے کسی وقت بھی شعلۂ جوالہ بن سکتی ہے۔ پروانگانِ شمعِ رسالت سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں، لیکن رحمۃ اللعالمین کی محبت کے آئینے میں بال برداشت نہیں کر سکتے۔

ہم متنبہ کرتے ہیں کہ مرزا ناصر اور ان کی ذریت مسلمانوں کے جذبات کے شعلوں کو ہوا دینے کی کوشش نہ کریں۔ ورنہ جس قصرِ "خلافت" کو وہ بنیان مشید خیال کرتے ہیں۔ ریت کا تودہ اور راکھ کا ڈھیر ثابت ہوگا۔ پھر شاید ہی کوئی ملکی و غیر ملکی حمایتی مدد کو پہونچ سکے۔ جانثارانِ محمدؐ ناموسِ رسالت کے سلسلے میں کسی قدرِ مشترک اور رواداری پر یقین نہیں رکھتے۔

آخر میں ہم پھر عوامی نیتاؤں سے پُر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ان کالی بھیڑوں کی ملک اور بیرونِ ملک نقل و حرکت اور سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے۔

ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے فوراً انتظامات کرے تاکہ ریاست در ریاست کا تصور ختم ہو۔

حکومت دعویٰ کرتی رہتی ہے کہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دے دیا گیا ہے، لیکن حکومت اگر اپنے قول میں سچی ہوتی تو جمعیۃ طلباء اسلام کو ربوہ میں ختم نبوت کانفرنس کرنے سے نہ روکتی۔ عجیب الٹی گنگا ہے، مسلمان اکثریت اپنے ہی ملک کے ایک شہر میں جلسہ کرنے سے محروم اور غیر مسلم اقلیت کو کھلی چھٹی۔

ع: جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

موچی دروازہ میں

لاہور۔ موچی دروازہ میں مختار رانا رہائی کمیٹی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے جلسے کو پولیس اور بھاڑے کے غنڈوں کے ذریعہ سے جس طرح سبوتاژ کیا ہمارے نزدیک وہ کوئی غیر متوقع اور انہونی چیز نہیں۔ مسلسل تین سال سے عوامی حکومت کچھ اسی قسم کے کارہائے نمایاں انجام دے رہی ہے۔

اب یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ پیپلز پارٹی پولیس اور سیکورٹی فورس کی بیساکھیوں کے ذریعہ چل پھر رہی ہے۔ ورنہ ملک میں جو کچھ اس کی آبرو ہے وہ پیپلز پارٹی کے نیتاؤں اور ملک کی کشتی کے ان کھیون ہاروں کو بھی بخوبی معلوم ہے۔

حزبِ اختلاف کے بہادر رہنما عوام سے خطاب کرنے کے لیے آتے، لیکن پولیس نے ان کے اور عوام کے درمیان لاٹھی چارج اور آنسو گیس کی دیوار حائل کر دی۔ شاید برسرِ اقتدار طبقہ کے نزدیک مخالف رہنماؤں کے جلسۂ عام سے خطاب کرنے سے جمہوریت کی رہی سہی ساکھ کو نقصان پہونچنے کا احتمال ہو یا دفعہ ۱۹۷۱ء کے تنِ نازک میں بل پڑنے کا خدشہ۔

اعلان پشاور کے "مردِ آہن" کا ہوتا رہا، لیکن کام لائل پور کے "سنتو قوال" سے چلایا گیا۔ "سنتو قوال" نے قائدِ اعظم کی شان میں جو قصیدہ گایا اس کے مصرعے ملاحظہ ہوں۔ پہلا مصرعہ قائدِ عوام کے مقابلے میں متبادل قیادت تو پیش کرو — مودودی کو پیش کرتے ہو، ولی خاں کو پیش کرتے ہو جو ملک دشمن ہے، نصر اللہ خاں کو پیش کرتے ہو جسے حُقّہ ٹوپی سے فرصت نہیں۔ نورانی کو پیش کرتے ہو، ظہور الٰہی کو پیش کرتے ہو۔ یہ کچھ نہیں جانتے ولی خاں سے مل کر یہ سب غدار ہو گئے ہیں۔ ٹیپ کا مصرعہ بھی ملاحظہ فرمائیں: مولانا مفتی محمود کو پیش کرتے ہو وہ نماز پڑھا سکتے ہیں، حدیث پڑھا سکتے ہیں، نمازِ جنازہ پڑھا سکتے ہیں۔ حکومت نہیں چلا سکتے۔ جناب "سنتو قوال" نے ٹیپ کا مصرعہ کچھ اس انداز سے کہا کہ مجمع داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ ہر طرف سے لعنت، شرم کرو، چھچھے، ڈوب مرو، بکواس بند کرو، بے غیرت ہو۔ کے ڈونگرے برسنے لگے۔ مجمع کی بے خودی کا یہ عالم تھا کہ بجائے بیٹھے رہنے کے کھڑے ہو کر داد دینا شروع کر دی۔ حتیٰ کہ داد کا اسقدر شور برپا ہوا کہ سنتو صاحب دیگر لوگوں کی مدد کے باوجود بعد کے مصرعوں سے سامعین کو محفوظ نہ کر سکے۔ گو اس دوران وہ حسبِ عادت تھرکتے پُھدکتے رہے لیکن ………… یہ تھا وہ خراجِ عقیدت جو قائدِ اعظم مرحوم کو لائل پور کے مشہور قوال کی طرف سے پیش کیا گیا۔ بکاؤ مال ہر دور میں رہا ہے لیکن ہمارے دور کے بکاؤ عجیب قسم کے بن مانس ہیں، ان کی حالت یہ ہے کہ:

ع بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے۔

مولانا بشیر احمد صاحب پسروری رح

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور مسیح الملک حکیم محمد حسن قرشیؒ کا کفن ابھی میلا نہ ہونے پایا تھا کہ حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب پسروری اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مولانا بشیر احمد صاحب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے سب سے پہلے خلیفہ اور بزرگانِ دیوبندؒ کی یادگار تھے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی قرآن و سنت کی ترویج و اشاعت کے لیے وقف کی ہوئی تھی۔ آپ کا رہن سہن لباس اور خوراک نہایت ہی سادہ تھا۔ جب کسی سے مخاطب ہوتے تو دلنشین انداز میں گفتگو فرماتے۔ آپ سے مل کر ایسا محسوس ہوتا کہ جن اسلافؒ و اکابرؒ کے تذکرے کتابوں کی زینت ہیں مولانا بھی انہیں میں کے ایک فرد ہیں۔ گویا قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں کی سیدھی سادہ اور جیتی جاگتی تصویر تھے۔

حضرت شیخ التفسیرؒ نے آپ کو ابتدا سے جس راہ پر لگایا تھا آپ تادمِ واپسیں اس پر گامزن رہے۔ اکابرِ جمعیت سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔ ہر معرکے میں جمعیت علماء اسلام سے وابستہ رہے۔ آخری وقت تک جمعیت علماء اسلام ضلع سیالکوٹ کے امیر رہے۔

علاقے میں جہاں کہیں بھی جمعیت کا جلسہ

باقی ص۱۵ پر

قومی اسمبلی میں

رپورٹ:- شفیق فاروقی

مولانا عبدالحق صاحبؒ کی

تحریکِ التوا!

۱۸؍ دسمبر کو قومی اسمبلی کے غیر سرکاری دن پر بیگم نسیم جہان رکن اسمبلی نے خواتین کی حیثیت متعین کرنے کے لیئے ایک کمیشن کے قیام سے متعلق اپنی قرارداد پیش کی محرکہ کو تقریر کا خلاصہ عورتوں کو حقوق کے نام سے آزادی کا مقابلہ کرنا تھا اس طرح اسمبلی میں عورت کے معاشرہ میں مقام اور ترقی پسندی آزادی کی حسن و قبح زیر بحث آئی۔ اس دن شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی تقریر سب سے مفصل اور دلچسپ اور اعتدال پر مبنی قرار دی گئی۔ حضرت مدظلہ نے اپنی تقریر میں کہا۔

محترم سپیکر صاحب میں بیگم صاحبہ کے قرارداد پر مختصراً کچھ عرض کروں گا۔ اسلام نے عورت کو جو عزت دی ہے کہیں اور اس کی مثال نہیں مل سکتی وہ بھی زمانہ تھا کہ جب لڑکی پیدا ہو جاتی تھی تو یہ چیز شرمندگی اور ذلت کی بات سمجھی جاتی تھی ظلّ وجہہ مسوداً وھو کظیم۔ اس کا چہرہ شرم کے مارے سیاہ پڑ جاتا تھا اسلام نے آکر ہمیں بتایا کہ جس کی لڑکی پیدا ہو یہ بھی اللہ کی نعمت ہے اور اللہ کا شکر ادا کیا جائے اور شکرانہ میں ایک ذبیحہ عقیقہ کرے اس کے بعد بچی بیٹی بہن کا پالنا بھی عظیم اجر و ثواب کا عمل بتلایا گیا۔ ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ حضور اقدس نے فرمایا کہ جس نے دو بہنوں بیٹیوں کو اچھی طرح پالا تربیت دی۔ تہذیب دی تو وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ اس سے بڑھ کر فضیلت اور عزت کیا ہوگی کسی قوم میں یہ نہ تھا کہ عورتوں کو وراثت دی جائے یہ اسلام ہی تھا جس نے باپ بھائی شوہر بیٹے کی میراث میں بھی عورت کو حقدار بنایا اسلام نے زمین دولت جائداد۔ نقدی ہر اثاثہ میں اسے حصہ دیا لڑکے کو دوہرا اور لڑکی کو ایک حصہ۔

اور یہ بھی اس لئے کہ مردوں کی ذمہ داریاں بھی دوہری ہوتی ہیں۔ مرد پر دوہرا بوجھ ہے بلوغ سے قبل اولاد کا نان و نفقہ والد کے ذمہ ہوتا ہے۔ مگر لڑکی کے بارے میں شرعی قانون یہ ہے کہ بلوغ کے بعد بھی شادی تک لڑکیوں کا خرچ اخراجات والدین کے ذمہ ہے لڑکوں کا بلوغ کے بعد نان و نفقہ کا کوئی حق نہیں شادی ہو جانے کے بعد ایک تو مرد اسے مہر دے گا اسی کے علاوہ نان نفقہ سکونت بھی شوہر کا ذمہ ہے خدا و رسول کے بعد سب سے بڑا مہربان والد اور دادا ہوتا ہے ان دونوں نے اگر لڑکی کی نابالغی میں شادی کرادی تو وہ چونکہ بے حد مشفق ہیں اور بچی اپنا نفع نقصان نہیں سمجھ سکتی۔ اس لئے یہ نکاح نافذ ہوگا پھر بھی بلوغ تک پہنچنے کے بعد فقہی تفصیلات ہیں۔ جب لڑکی بالغ ہوگئی تو باپ دادا بھی اس کی مرضی کے بغیر اس کی شادی نہیں کرا سکتا وہ اپنی لڑکی سے پوچھے گا ایک عورت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں کیا ہمارے اپنے نفس پہ نکاح کا حق ہے یا نہیں۔ پھر فرمایا کہ میرے والد نے میرا نکاح مجھ سے پوچھے بغیر پڑھا دیا ہے۔ تو کیا ہمارے سے پوچھنے کا بھی حق تھا یا نہیں حضور اقدس نے فرمایا کہ نہیں تیری مرضی کے بغیر نکاح تیری مرضی پر موقوف ہے اگر نافذ کراؤ تب بھی نہ چاہو تب بھی مرضی ہے عورت نے کہا یا رسول اللہ مجھے اب والد ہی کا نکاح منظور ہے مجھے ان پر بدگمانی نہیں محض یہ معلوم کرنا تھا کہ کیا ہمیں اپنے نفس پر اختیار نہیں اس سے معلوم ہوا کہ مرضی کو کتنا دخل ہے الغرض نکاح کے بعد روٹی کپڑا مکان یہ سب کچھ شوہر کے ذمہ لازم ہے وہ روٹی کپڑا اپنی حیثیت کے مطابق دے گا۔ یہ نہیں کہ دس ہزار کمائے تو ساری دولت داشتاؤں پر خرچ کرے۔ بیوی بچوں کا پوچھے بھی نہیں۔ اگر استطاعت ہے تو پلاؤ مرغ کھلائے۔ نکاح کے بعد اس کا سکونتی گھر شوہر کے ذمہ لازم ہے ملکیتی نہ ہو تو نہ ہو۔ پھر وہ بیوی گھر کی ملکہ ہے۔ شریعت کے مطابق اگر شوہر غنی ہے تو بچے کے دودھ کے لئے دایہ بھی مہیا کرے گا۔ اگر ماں نہ دینا چاہے تو دودھ پلانے والی لاکر اس کی تنخواہ شوہر برداشت کرے گا۔

گھر کا کام کاج

گھر کا کام کاج بھی بیوی پر لازم نہیں اگر اپنے تبرع اور احسان کے طور پر کرے تو بہتر ورنہ شوہر اگر استطاعت رکھتا ہے تو بیوی کے لئے گھریلو کام کے لئے ملازم رکھنے کا بھی پابند ہے یہ سب اسلام کے احسانات ہیں اور

ہر قسم کے حقوق اسلام نے عورتوں کو دیئے ہیں ہم نے یورپی تہذیب کی تقلید میں اور جہالت کی وجہ سے اسلام کو ہوّا سمجھ لیا ہے۔ ایک اور بات یہ ہے کہ حقوق الگ چیز ہیں اور اس نام پر آزادی اور ترقی پسندی الگ چیز اسلام عورتوں کو بے پردگی کی آزادی نہیں دیتا یہ خطرات سے مقابلہ ہے آپ دودھ گوشت بلّی کے سامنے رکھ کر یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس میں دخل اندازی نہ کرے اسلام عورت کو غنڈوں بدمعاشوں بلّوں اور کتوں سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے وہ اسے ہیرے اور جواہرات کے طرح حفاظت کی چیز سمجھتا ہے آج ہم عورت کی تذلیل دیکھ رہے ہیں مغربی تہذیب کی وجہ سے وہ شمع محفل بن گئی ٹکے ٹکے کی چیزوں پر اس کی ننگی تصویر صابن پر اس کی تصویر ہر چیز کے بیچنے کے لئے عورت کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اخبارات میں اس کی عریاں اور بے ہودہ تصویر چھپتی ہے ہر مرد کی نگاہِ ہوس اس پر پڑتی ہے اور اسے یورپ نے ایک کھلونا بنا دیا ہے یہ ترقی نہیں تحقیر اور تذلیل ہے۔ میں بیگم نسیم جہاں کی قرارداد پر گذارش کرونگا کہ بے شک عورتوں کی حیثیت کا کمیشن بنایا جائے حقوق طلب کئے جائیں مگر وہ حقوق جو اسلام کے دائرہ میں ہوں مخلوط تعلیم نے اور بازاروں میں گھومنے پھرنے سے عورت پر ظلم ہو رہا ہے اسلام نے حج جیسی عبادت کے لئے بھی عورت کو بغیر محرم سفر کرنے کی اجازت نہیں دی یہاں بیرونی دوروں اور تفریحات کو حقوق کا نام دیا جا رہا ہے بہر حال میں اس قرارداد کے سلسلہ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ عورتوں کی ان تمام سرگرمیوں اور ترقیوں کو اسلام کے دائرہ میں لایا جائے جو اسلامی احکام کے خلاف ہیں۔ اسلام ہی ایک ایسا جامع دین ہے جس نے عورتوں کا حقوق کا دیگر ادیان سے زیادہ خیال رکھا۔

شعبہ نصاب اور قومی یکجہتی

آپ نے ”فرمایا کہ شیعہ سنی نصاب کی علیحدگی اور دینیات کے نصاب کو از سر نو مرتب کرنے پر بحث کیا جائے کیونکہ اسی فیصلہ سے ملک کی قومی یکجہتی متاثر ہو رہی ہے اور ملک کی ۹۰ فی صدی سنی مسلمانوں کی ذہنی اور ثقافتی حق تلفی ہو رہی ہے۔ اس سے بھائی چارے کی فضا خراب ہو جائے گی۔ اور ہمارے ملی اتحاد کو ٹھیس پہنچ کر یہ بات قومی و ملکی سالمیت کے لئے خطرات کا باعث بن سکے گی۔ اور یہ مسئلہ ہماری سیاسی اقتصادی فکری اور قومی زندگی پر اثر انداز ہو سکے گا۔ اس لئے اسے زیر بحث لایا جائے۔

اس دن جناب پیرزادہ صاحب وزیر تعلیم ایوان میں موجود نہیں تھے تو پارلیمانی امور کے وزیر مملکت ملک محمد اختر کو تحریک کو خلاف ضابطہ ثابت کرانے کا کام سپرد تھا جناب ملک محمد اختر نے تحریک کی مخالفت کرتے ہوئے جو کچھ کہا وہ مغالطوں اور تضادات کا ایک شاہکار تھا انہوں نے کہا کہ

۷۲ء میں شیعہ کمیٹی کے مطالبات پر نیازی کمیٹی نے رپورٹ مرتب کیا تھا ہم ایک متفقہ فارمولے پر پہنچے دونوں فرقوں کے رہنماؤں نے اتفاق کیا اس لئے یہ حالیہ واقعہ نہیں سنہ ۷۲ء کا واقعہ ہے اور یہ قومی و عوامی مفاد کا مسئلہ بھی نہیں کہ ہم اس پر یہاں بحث کریں

مولانا عبد الحئی پیر صاحب۔ ۱۳ اکتوبر سنہ ۷۴ء کو فیصلہ ہوا لہٰذا یہ حالیہ واقعہ ہے

سپیکر صاحب۔ جی ہاں میں نے ان کی یہ بات نہیں مانی چونکہ یہ ابھی ہوا ہے اس لئے وہ یہ ثابت کریں کہ اس سے قومی مفاد اور ہماری فکری و ذہنی زندگی متاثر نہیں ہو سکتی

مولانا عبد الحق۔ وزیر صاحب نے کہا ہے کہ یہ شیعہ سنی رہنماؤں کے اتفاق سے ہوا ہے نہیں بلکہ ۱۶ شیعہ نمائندے اور دو حکومت کے نمائندے تھے کوئی سنی عالم اس فیصلہ کے وقت نہیں تھا یہ جھوٹ کہتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ وہ کہتے ہیں کہ قومی یکجہتی کو نقصان نہیں ہو سکتا۔

مولانا عبد الحق صاحب۔ یہ عجیب ہے کہ ۹۰٪ فی صدی سنی مسلمانوں کے مقاصد کو ذبح کیا جا رہا ہے اور اگر ملک کے دو ٹکڑے کرنے والے غدار ہیں ملک دشمن ہیں تو ہمارے مذہب کے لحاظ سے قوم کو دو ٹکڑے کرنے والے کیوں غدار نہیں

مفتی محمود صاحب۔ سپیکر صاحب یہ تو واضح بات ہے کہ شیعہ سنی قدیم سے سکولوں میں یکجا پڑھتے آ رہے ہیں۔ یہ چیز اتحاد کی مظہر ہے اب جب الگ بیٹھیں گے الگ پڑھیں گے تو سنی شعور ہی سے پہلے دن سے اپنے آپ کو الگ سمجھنے کا احساس ابھرے گا دوسری بات یہ کہ آٹھویں جماعت تک ایسا نصاب ہوگا جو مشترکہ ہوگا اور خلفاء راشدین کا ذکر اس میں نہیں ہوگا۔

سپیکر صاحب۔ چونکہ پیرزادہ ایوان میں نہیں کل انہیں آنے دیں اس وقت تک مولانا صاحب کی اس تحریک کو ملتوی رکھا جائے ورنہ بحث غلط ہوتی جا رہی ہے۔

اس مرحلہ پر مولانا نورانی نے بھی اٹھنا چاہا مگر سپیکر نے انہیں کل تک اس بحث کو ملتوی رکھنے کا کہا اور تحریک کل پر چھوڑ دی گئی۔

دوسرے دن ۱۲ دسمبر سنہ ۷۴ء شام کے اجلاس میں مولانا عبد الحق صاحب مدظلہ نے بحث فرمائی۔

باقی آئندہ

آنکھوں دیکھا حال

ورودِ مسعود مولانا مفتی محمود

رپورٹ: سعید الرحمٰن علوی

لائلپور کے احباب کافی دنوں سے متمنی تھے کہ عظمت اسلاف کے امین و وارث حضرت العلام مفتی محمود لائل پور تشریف لائیں لیکن بوجوہ پروگرام نہیں بن رہا تھا کہ اچانک ۴ دسمبر رات گئے اطلاع ملی کہ حضرت محترم ۶ کا جمعہ چنیوٹ پڑھا رہے ہیں اور ۷ کا سارا دن لائلپور کے لیے مختص ہے۔

جمعہ کو ۱۱½ بجے کے قریب آپ ہوائی جہاز سے تشریف لائے اور ایئرپورٹ پر عقیدت مندوں سے ملکر سیدھا چنیوٹ تشریف لے گئے۔ وہاں جمعہ پڑھایا مولانا منظور احمد کی صاحبزادی کے نکاح مسنونہ کی تقریب میں شمولیت فرمائی اور رات جڑانوالہ تشریف لیجا کر خطاب عام فرمایا۔

۷ دسمبر صبح ۱۰ بجے رائل ہوٹل میں پریس کانفرنس سے خطاب کے بعد ۱۱ بجے بار روم سے خطاب فرمایا جبکہ ۳ بجے مدرسہ ام المدارس گلبرگ اے کی وسیع مسجد میں لائلپور کے کالجوں، سکولوں، مدارس اسلامیہ اور زرعی یونیورسٹی کے سینکڑوں طلبہ سے مخاطب ہوئے اور رات کو اسی جگہ ایک فقیدالمثال جلسہ عام سے خطاب فرمایا۔ اس طرح یہ چوبیس گھنٹے انتہائی مصروفیت کے عالم میں گذرے یاد رہے کہ ان چار اجتماعی پروگراموں کے علاوہ انفرادی ملاقاتوں سے کوئی وقت خالی نہ تھا لیکن آپ نے اپنے معتقدین و متوسلین کو کسی وقت بھی مایوس نہیں کیا۔ بلکہ جب بھی اور جو بھی آیا اس سے ملے خیریت دریافت کی جماعتی باتیں کیں۔ اور یوں اپنے کردار اور حسن عمل سے ثابت کیا کہ اسلاف کرام نے جن روایات کو اپنایا تھا ان کے آج جیتے جاگتے وارث مفتی محمود ہیں۔ مالک الملک ان کو عمر طویل عطا فرمائے اور ملت اسلامیہ ان کی قیادت میں ساحل مراد پہ پہنچے ان پروگراموں میں آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے

پریس کانفرنس میں دفعہ ۱۴۴ اور دوسرے امتناعی قوانین پر سخت نکتہ چینی کی اور فرمایا کہ یہ اقدام ہمارے بنیادی حقوق پر ڈاکہ ہے۔ آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہے اور یہ حرکتیں وہ کر رہے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ ہم نے پہلی دفعہ قوم کو صحیح خطوط پر مرتب کر کے آئین دیا ہے

آپ نے اس دو عملی اور تضاد پر سخت نفرت کا اظہار کیا کہ وزیراعظم کے لئے کوئی امتناعی قانون نہیں اور ہمارا استقبال یہی سیاہ قوانین کرتے ہیں

ساتھ ہی آپ نے بھٹو صاحب کے موجودہ دورہ پر قومی خزانہ سے اندھا دھند روپیہ خرچ کرنے پر سخت نکتہ چینی کی اور فرمایا کہ جب یہ دورہ پارٹی کا ہے۔ اور رابطہ عوام کے لئے ہے تو اس پر قومی دولت خرچ کرنا کہاں کا انصاف اور دیانتداری ہے؟

آپ نے فرمایا کہ "قائد عوام" فوج۔ ایف۔ ایس ایف اور پولیس کے وسیع تر انتظامات میں دورے کرتے پھرتے ہیں۔ اور عوام کے قریب نہیں آتے آخر عوام کی قیادت ایسی ہوتی ہے؟

آپ نے بتلایا کہ ۱۲ سے ۱۵ ہزار تک فیڈرل سیکورٹی فورس کے جوان "آں جناب" کو عوام سے بچانے کے لئے ساتھ ساتھ ہیں جن پر اٹھنے والا خرچ لاکھوں سے کم نہیں اور وہ سب سرکاری خزانہ سے ادا ہو رہا ہے۔

آپ نے ذرائع ابلاغ کے کردار پر سخت تنقید کی اور فرمایا کہ یہ قومی ادارے ایک پارٹی سے بڑھ کر ایک فرد کے لئے مختص ہو چکے ہیں آپ نے معزز اخباری نمائندوں سے پوچھا کہ بی بی سی وائس آف امریکہ اور آل انڈیا ریڈیو وغیرہ آپ یقیناً سنتے ہوں گے کیا وہاں بھی حکمران ٹولے کا یونہی پروپیگنڈا ہوتا ہے؟ ان حضرات کے جواب نفی پر آپ نے فرمایا کہ پھر یہاں یہ دھاندلی کیوں ہے؟

ملک کی معیشت کو آپ نے گرتی دیوار قرار دیا اور فرمایا کہ آج اشیاء صرف کی شدید مہنگائی کا ذکر ہوتا ہے۔ تو سرکار فرماتی ہے کہ یہ عالمی مسئلہ ہے حالانکہ دنیا میں آمدنی کا تناسب بھی تو ہم سے بہت زیادہ ہے! ایسے میں یہ کہنا کہ یہ عالمی مسئلہ ہے عوام سے انتہائی بھونڈا مذاق ہے

خارجہ پالیسی پر ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ آج ہم دنیا میں یکہ و تنہا ہیں۔ امریکہ روس دونوں انڈیا کے سرپرست ہیں، جبکہ چین کا معاملہ حب علی سے زیادہ بغض معاویہ کا شاہکار ہے۔ مثبت بنیاد پر آج ہمارا کوئی نہیں

روئی کے سلسلہ میں حکومت کی ناکامی پر آپ نے فرمایا کہ سال گذشتہ کی روئی سٹر رہی ہے۔ اور اب اعلان ہوا ہے کہ ستر سے کم بھاؤ نہیں ہونے دیا جائے گا۔ جبکہ حکومت بیرونی منڈیوں کی تلاش میں ناکام ہو چکی ہے۔

ظاہر ہے کہ ان گنت خاندان اس تباہی کا

تشکار ہوں گے۔ اور موجودہ ملک کی یہ سب سے بڑی زرِ مبادلہ کمانے والی جنس کا مستقبل مخدوش ہو جائیگا۔

قادیانی مسئلہ سے متعلق ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ مسئلہ آئینی طور پر تو حل ہو چکا ہے۔ لیکن عملی تقاضے ابھی پورے ہونے ہیں۔ اور یہ مرحلہ پچھلے مرحلہ سے سنگین تر ہے آپ نے بتلایا کہ مسٹر پیرزادہ نے کہا ہے کہ ہم اس سلسلہ میں اسی اجلاس میں بل لا رہے ہیں۔ اس کے بعد ہی کچھ کہا جا سکے گا۔

ابھی جب آپ بار روم پہنچے تو صدر بار جناب ترمذی صاحب اور سیکرٹری بار نے آگے بڑھ کر آپ کو خوش آمدید کہا۔

بار روم کا بیرونی لان وکلاء اور شہریوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور دور دور تک پیروانگانِ محمودی سرو قد کھڑے اپنے قائد کے خیالات سن رہے تھے۔

تلاوت کے بعد سیکرٹری بار نے مفتی صاحب کی آمد پر اظہار مسرت کیا اور صدر محترم کو مائیک پر بلایا تاکہ "رسم تعارف" پوری ہو سکے۔ بار کے انتہائی مخلص و سنجیدہ صدر نے قائد محترم کو

ملک کا مسلمہ قائد

قرار دیا اور یقین دلایا کہ جہد و سعی کے اس مرحلہ پر وکلاء کو آپ پیچھے نہیں پائیں گے بعد میں مفتی صاحب نے دلسوز انداز میں مختصر خطبہ مسنونہ پڑھا اور فرمایا۔

کہ حضرات وکلاء مستحق تبریک ہیں کہ انہوں نے ہمیشہ ہی اپنی ملکی اور قومی ذمہ داریوں کو احسن طریق سے نبھایا آپ نے فرمایا کہ بار کونسل وغیرہ کے انتخابات میں آپ حضرات نے جو فیصلہ دیا ہے وہ بالکل صحیح اور مبنی بر حق ہے۔ اور اس طرح گویا آپ نے موجودہ حکومت کے ظلم اور ظالمانہ اقدامات کے خلاف اجتماعی رائے دیدی ہے

قائد محترم نے آئین کے احترام کو پامال کرنے کے سلسلہ میں موجودہ حکومت کے بعض اقدامات کا حوالہ دیا۔ جن میں بلوچستان کی اکثریتی حکومت کو بلا وجہ ختم کرنا پھر اقلیتی حکومت کو عوام کے سر پر مسلط کرنا جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے، اسمبلی کے بعض معزز ممبروں کو جیل میں ڈالنا بعض کی سیٹیں ختم کرا کے ان پر اپنے آدمی نامزد کرا دینا وغیرہ شامل ہے۔

آپ نے آئین پاکستان کو ایک مقدس دستاویز قرار دیا اور اس پر افسوس کا اظہار کیا کہ ارباب حل و عقد خود اپنے ہاتھوں آئین کی مٹی پلید کر رہے ہیں۔ آپ نے یہاں بھی ڈی۔ پی۔ آر، ایمرجنسی اور دفعہ ۱۴۴ جیسے امتناعی قوانین کا ذکر کیا جن کا وجود ایک جمہوری معاشرہ میں انتہائی شرمناک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ملک کا چپہ چپہ ۱۴۴ کی بندشوں کا شکار ہے حالانکہ یہ دفعہ ہنگامی اور وقتی مجبوریوں کے لئے ہوتی ہے اگر کہیں فساد کا خدشہ ہو اتلاف مال و جان کا اندیشہ ہو تو بڑی مختصر مدت کے لیے مخصوص علاقہ میں اس دفعہ کو استعمال کیا جاتا ہے جبکہ ہمارے یہاں پورا ملک اس کا شکار ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ سارا ملک ہی فساد زدہ ہے حالانکہ واقعہ ایسا نہیں۔

آپ نے ارباب حکومت سے کہا کہ جب تم نے ملک بھر میں ۱۴۴ نافذ کر کے بد امنی اور فساد کا عملی اعتراف کر لیا ہے تو اپنی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے مستعفی ہو جاؤ

اور

ملک چونکہ فی الواقعہ فساد زدہ نہیں محض تم اپنی آمریت قائم رکھنے کے لیے یہ مذموم حرکتیں کر رہے ہو ایسے میں بھی تمہیں حکومت کا قطعاً حق حاصل نہیں۔

ایک گھنٹہ تک آپ کا خطاب جاری رہا جو انتہائی مدلل و قیع اور جاندار تھا۔ بار کے معزز وکلاء کے چہروں سے آثار مسرت عیاں تھے اور وہ تقریر کی دنیا میں کھو چکے تھے۔

تاہم پی۔ پی۔ پی کے ایک صاحب نذیر کسانہ نے "اپنی موجودگی" کا ثبوت دینے کے لئے ایک سوال کر ڈالا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ سرحد کے عوام نے آپ کو اسلام کے لئے ووٹ دیئے تھے آپ نے ولی اور بھٹو کے ساتھ معاہدہ کر کے حکومت بنائی اب اسی بھٹو کو برا کہتے ہیں۔ جبکہ یہ حکومت بنانا سرحد کے عوام کو دھوکہ دینا تھا۔

مفتی صاحب نے جب مفصل جواب دیا اور فرمایا کہ وزارت سازی کا معاہدہ محض ولی کے ساتھ تھا اور وہ بھی شرائط کے تحت تو وکیل صاحب موصوف اپنے "والا تبار چیئرمین" کی طرح جھنجھلاہٹ کے عالم میں پارٹی کی روایتی زبان پر اتر آئے اور چلانے لگے کہ یہاں سے فلاں بھاگ گیا فلاں بھاگ گیا آپ کو بھاگنا ہوگا۔ لیکن آپ نے زور دیکر فرمایا

میں بھاگنے والا نہیں ہوں

اس پر تالیاں اور نعرہ ہائے تحسین کا طوفان اٹھا اور محترم بڑبڑانے لگے لیکن صدر بار سیکرٹری صاحب اور تمام دوسرے وکلاء نے ان کو شرم دلائی اور وہ کھسیانے ہو کر رہ گئے

خطاب کے بعد معزز ممبران بار نے چائے سے قائد محترم کی تواضع کی۔

۳ بجے شام جمعیۃ طلباء اسلام کے ایک عظیم اجتماع سے آپ نے خطاب فرمایا جس میں آپ نے طلبہ کو نصیحت کی کہ آپ لوگ جہاں تعلیمی طور پر اپنی پوزیشن مستحکم کریں وہاں مستقبل کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لئے بھی اپنے کو ابھی سے تیار کریں کیونکہ معاشرہ کی بھلائی رجال کار کے کردار پر منحصر ہے چونکہ ہمارے یہاں مکار اور فریبی سیاست دانوں نے محض نعرہ بازی کے طور پر اول اسلام بعد میں معاشی مسائل کے حل کا

بقیہ صـ۹ پر

اسرائیل اقتصادی بحران کی زد میں

مرسلہ: احمد حسین کمال

حکومت اسرائیل نے اقتصادی بحران کا مقابلہ کرنے کے لیے اسرائیلی پونڈ کی قیمت میں پچھلے دنوں جو ۴۳ فی صد کمی کی ہے۔ اس کو اسرائیل کے وزیر محنت ' م، یام ' نے ایک ایسا وقتی اقدام قرار دیا ہے۔ جیسے کہ بخار کی شدت کو فوری اور وقتی طور پر کم کرنے کیلئے "اسپرین" کا استعمال کیا جائے۔ ویسے یہ حقیقت بھی ہے کہ حکومت کے اس اقدام کے نتیجے میں "اس بیمار معاشرے" کے بہت سے افراد بورانی کیفیت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ انتہائی تند خو لوگوں پر اس کارروائی کا شدید ردِ عمل ہوا ہے اور وہ اپنے ہی ہم وطنوں کو پتھر مار مار کر اور کاروں کو الٹ الٹ کر اپنی جنونی کیفیت کا اظہار کر رہے ہیں۔ حکومت کی اس وضاحت کے باوجود کہ شہریوں کو صرف "اسپرین" ہی نہیں بلکہ روٹی بھی فراہم کی جائے گی، ان کے غیض و غضب میں کوئی کمی نہیں آئی ہے۔ اور ایسا ہو بھی کس طرح سکتا ہے جبکہ اس اقدام کے نتیجے میں روٹی کی قیمت میں تین گنا اور شکر کی قیمت میں پانچ گنا اضافہ ہوا ہے اور وہ بھی ایسی صورت میں جبکہ اشیائے خوردنی کی قیمت میں پہلے ہی سے مسلسل اضافہ ہوتا رہا ہے۔

اسرائیلی پونڈ کی قیمت میں کمی سے پہلے ایک ڈبل روٹی دودھ کی ایک بوتل، پانچ انڈے اور ایک پیکٹ چاول خریدنے کیلئے ۸ پونڈ خرچ کرنے پڑتے تھے جبکہ آج ان چیزوں کی قیمت ۲۱ پونڈ ادا کرنا ہوتی ہے یہ صحیح ہے کہ سرمایہ دار دنیا، قیمتوں میں ایسے بے پناہ اضافوں کی عادی ہے۔ مگر اسرائیلی پونڈ کی قیمت میں کمی کے نتیجے میں قیمتوں میں جو اضافہ ہوا ہے وہ تو ایک ریکارڈ معلوم ہوتا ہے۔

دودھ اور انڈوں وغیرہ کی قیمتوں میں اضافہ کے نتیجے میں اسرائیلی عوام کی جیبوں سے جو مزید ۱۳ پونڈ نکلوائے جا رہے ہیں وہ کس مد پر خرچ کیے جائیں گے؟ اس سلسلے میں خود اسرائیل کے وزیر خزانہ رابینووتج نے کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھی ہے، اور ان کے کہنے کے مطابق اس طرح حاصل ہونے والی رقم کو محفوظ زرمبادلہ میں اضافہ کرنے اور ہتھیار خریدنے کے لیے استعمال کیا جائیگا۔

اسرائیل کے بجٹ کا ۳۴ فی صد حصہ جارحانہ مقاصد کی تکمیل پر خرچ ہوتا ہے۔ اسرائیل کو تجارت میں اس سال ۳ ارب، ۵ کروڑ ڈالر کا خسارہ ہوگا۔

اسرائیلی حکومت ایک طرف تو جنیوا مذاکرات میں حصہ نہ لینے کی ہٹ پر قائم ہے اور دوسری طرف وہ تنظیم آزادیٔ فلسطین کے بڑھتے ہوئے بین الاقوامی وقار سے بھی خائف ہیں۔ اس صورتحال سے نبٹنے کا اس کو صرف یہی راستہ نظر آتا ہے کہ اپنی رعایا کی جیب سے زیادہ سے زیادہ پیسہ نکلوا کر اپنے قرض خواہوں کو خوش رکھا جائے اور ان سے نئے قرضے حاصل کر کے زیادہ سے زیادہ ہتھیار حاصل کیے جائیں۔

"کرسچین سائنس مانیٹر" اخبار نے لکھا ہے کہ امریکہ کے فوجی حلقوں کے مطابق اکتوبر ۱۹۷۳ء سے اب تک اسرائیل امریکہ سے ۴۵۰ ٹینک حاصل کر چکا ہے اور آئندہ چھ مہینوں میں اس کو مزید ۲۵۰ ٹینک فراہم کیے جائیں گے۔

پچھلے دنوں تل ابیب میں امریکی جائنٹ چیفز آف سٹاف کے چیرمین، جنرل جارج براؤن کے بیباکانہ بیانات پر بے حد غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ امریکی اخبار "واشنگٹن پوسٹ" کے مطابق جنرل براؤن نے کہا ہے کہ جو اسرائیلی حکام اسلحہ حاصل کرنے کی غرض سے امریکہ آئے تھے۔ ان سے کہہ دیا گیا ہے کہ اس قسم کے پروگرام کی حمایت پر کانگریس کو ہموار کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ اس پر اسرائیلی حکام نے یہ جواب دیا! کانگریس کے سلسلے میں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اس کو خود دیکھ لیں گے۔

مغربی دنیا میں جہاں دوسری تمام چیزوں کے دام بڑھے ہیں وہیں ہتھیاوں کی قیمتوں میں بھی بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ اسرائیل میں امریکی ٹینکوں کی نئی کھیپ کی آمد کے ساتھ ہی اسرائیلی پونڈ کی قیمت میں کمی اس بات کا ایک اور ثبوت ہے کہ ہتھیاروں کی قیمت بڑھ رہی ہے۔ اور یہ کہ اسرائیل کے حکمران ٹولے نے عاقبت نااندیشی کے سبب فوجی مہم جوئی کی پالیسی ترک نہ کرنے کی جو روش اپنا رکھی ہے۔ اس کی قیمت عوام الناس کو ادا کرنا پڑ رہی ہے۔

بقیہ ورودِ مسعود

ڈھنڈورہ پیٹا تھا۔ اور عملاً وہ مخلص نہ تھے اس لیئے نہ اسلام آیا نہ معاشی مسائل حل ہوتے بلکہ الٹا ملک آدھا رہ گیا اور مسائلستان بن گیا۔

حضرت مفتی صاحب نے جمعیۃ طلبا اسلام کے کردار کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ مجھے خوشی ہے کہ آپ مسٹر و ملا کی خلیج پاٹنے کا عزم کئے ہوئے ہیں اور اس میں آپ کی کامیابی ہو رہی ہے۔

آپ نے بحالی جمہوریت اور تحریک ختم نبوت کے دوران جمعیۃ سے جیالے کارکنوں کے ایثار اور قربانی کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا اور فرمایا کہ اب تک طلبہ کے نام سے جو تنظیمیں میدان میں تھیں وہ سیاست دانوں کے مقاصد کے لیئے کام کرتی تھیں ان کے پاس اپنا کوئی پروگرام اور ذہن نہ تھا۔

آپ نے ان طلبہ تنظیموں پر شدید نکتہ چینی کی جو ایک طرف تو اسلام کا نام لیتی ہیں دوسری طرف اسلام کے چودہ سو سالہ نمائندوں علماء کرام اور صلحائے ملت پر کیچڑ اچھالتی ہیں۔

کشمیر کی ڈائری

مولانا امیر الزمان صاحب

ایشیا کا کالا پانی؟

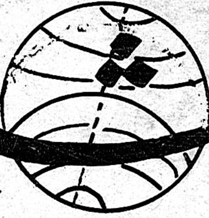

اگر تاریخ کے طالب علم تاریخی اوراق سے یہ استفسار کریں کہ ایشیاء کا کالا پانی کہاں ہے تو جن صاحبان نے پونچھ کی خشک لق و دق بے برگ و گیاہ سرزمین کو دیکھا ہوگا۔ وہ یہ جواب دیکر انعامی نمبر لے جائینگے کہ "پونچھ" ہے۔ خیر سے یہ سردار عبدالقیوم خاں اور سردار ابراہیم خاں کا ضلع ہے ایک صدر حکومت ہے اور دوسرا صدر مسلم کانفرنس۔

اہل پونچھ کی حالت زار جو بھی بچشم خود ملاحظہ کرے گا۔ وہ درد و غم کے آنسو بہائے بغیر نہ رہ سکے گا۔ اب بیسوی صدی اختتام پر ہے۔ افریقہ کا لق و دق صحرا بھی بجلیوں کے قمقموں سے جگمگا رہا ہے۔ مگر ایک پونچھ "عذاب کشمیر" کا ضلع ہے۔ جو اب تک بجلی کی مراعات سے محروم ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ بلوچستان کی فلک بوس پہاڑیوں سے درہ حاجی پیر تو می پیر اور تانگا پیر کی طرح نہیں ہیں۔ علاقہ انسانی آبادی سے بھرپور ہے مگر سڑکیں نہ ہونے کی وجہ سے عوام بارکشی کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ خشک سالی کی وجہ سے سالِ رواں میں غلہ نہ ہونے کے برابر ہے کنٹرول پہ گندم ڈیڑھ سیر فی کس کے حساب سے ماہانہ تقسیم کی جاتی ہے۔ عیدالفطر سے لیکر آج تک کنٹرول پہ چینی کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ عوام کی چیخ و پکار کے بعد حکومت پاکستان نے سترہ ۱۷ کروڑ روپے کی خطیر رقم منظور کی تھی کہ آزاد کشمیر کو بجلی فراہم کی جاسکے۔ مگر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکومت آزاد کشمیر ضلع پونچھ میں بعض بڑے قصبات میں جرنیٹر نصب کر کے عوام کو مطمئن کرنا چاہتی ہے اور وہ مظفرآباد سے شروع ہوگا۔ جہاں پہلے سے بجلی کا انتظام بہتر طریقہ سے ہے۔

موسم سرما میں سب سے دشوار جو چیز ہے وہ سڑکوں کا نہ ہونا ہے بلا مبالغہ ۲۵ میل تک عوام الناس غلہ اپنے کاندھوں پر اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ سینکڑوں مریض ہسپتال میں پہنچنے سے قبل راستہ میں ہی دم توڑ دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ یہاں کا مواصلاتی نظام ناگفتہ بہ صورت میں ہے۔ اور نہ ہی کوئی کارخانہ ہے۔ یہاں کے مڈل اور میٹرک پاس نوجوان پنجاب کے ہوٹلوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ نئی پود جس کو کل ملک کا نظام سنبھالنا ہے وہ آج افراتفری کا شکار ہے۔ الیکشن کا وقت آتا ہے تو امیدوار نئے نئے لباس میں جلوہ افروز ہو کر اور نئے نئے وعدوں کی طویل فہرست لیکر تشریف فرما ہوتے ہیں اور سیاسی شعبدہ بازیوں سے ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ مگر بعد میں جب ایفاء عہد کا وقت آتا ہے تو ان ممبران تک عوام کی رسائی بھی مشکل ہو جاتی ہے اور پھر یہ سرکاری اشاروں کے رہین منت ہو رہ جاتے ہیں۔

ضلع پونچھ کی مفلوک الحالی کے چند اسباب

۱۔ پورے ضلع پونچھ میں بجلی نہ ہونے کی وجہ سے ضلع کی اقتصادی حالت بری طرح مجروح ہو رہی ہے۔

۲۔ پختہ سڑکیں نہ ہونے کی وجہ سے عوام حیوانوں کی طرح زیر نوح ہیں اور ہزاروں مریض راستہ میں دم توڑ رہے ہیں۔ سیاسی رشوت کے طور پر جن قصبات میں سڑکوں کی منظوری ہوئی تھی وہ ابھی تک تشنۂ تکمیل ہیں۔

۳۔ ترقیاتی سکیموں کی باقاعدہ نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے اب تک ادھوری پڑی ہیں اور نہ ہی ان سکیموں میں مساوات قائم ہے

۴۔ محکمہ مال کے غیر منظم ہونے کی وجہ سے منشیان صاحبان نے قلمی اعجازوں سے محلہ محلہ میں خانہ جنگیاں شروع کرا رکھی ہیں۔

۵۔ محکمہ سول سپلائی کی روایتی غفلت کی وجہ سے پورا آزاد کشمیر بالخصوص ضلع پونچھ غذائی بحران میں مبتلا ہے نتیجۃً آج باغ اور دیگر جگہوں میں گندم ڈیڑھ سیر فی کس کے حساب سے ماہانہ تقسیم کی جاتی ہے۔

۶۔ محکمہ اوقاف امور دینیہ کی ایک اہم مد ہے مگر اسی کے رجال کار اسی علم سے نابلد ہیں جس کی وجہ سے سرکاری رقوم صحیح مصرف پر خرچ نہیں ہو رہی،

۷۔ محکمہ جنگلات میں عملہ کم ہونے کی وجہ سے قانونی استعمال نے جنگلات کو قریب الاختتام کر دیا ہے آخر آنے والی نسلیں کہاں جائینگی اور کس کا ماتم کریں گی۔ ان مشکلات اور مصائب کے پیش نظر عوام آزاد کشمیر کی پاکستان کی مرکزی حکومت سے انسانیت کے نام پر اپیل ہے کہ وہ ان مظالم اور زیادتیوں کے پیش نظر ایک غیر جانبدار کمیشن کے ذریعہ تحقیق کرائے۔

تاریخ کے آئینہ میں

عظیم محسن حضرۃ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا زاہد الحسینی

گرامی قدر ایڈیٹر "ترجمانِ اسلام" کے ارشاد کی تعمیل میں حجۃ اللہ فی الارض شاہ ولی اللہ دہلوی کے متعلق چند سطور پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔ حضرت شاہ صاحب کی سیرت کے کسی بھی پہلو پر لکھنا مجھ جیسے نااہل کے لیے بہت ہی مشکل ہے۔ اس لیے کہ شاہ صاحب اپنے دور کے بے نظیر انسان تھے۔ جب کہ قطب الارشاد و التکوین میرے محبوب آقا سیّد حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے فرایا!

حضرت مرزا مظہر جانجاناں دہلوی نے فرمایا! کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری زمین کی سیر مثلِ کفِ دست کرائی۔ مَیں نے اپنے زمانے میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔"

وَکفٰی بہٖ شہادۃً وقدوۃً

اس کی وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے علوم نبوت، سمعی بصری ذرائع سے نہیں پڑھا۔ بلکہ آپ پر علوم نبوّت کے افہام اور تفہیم کا جو دروازہ کھولا گیا۔ وہ اُمت میں خیر القرون کے بعد کم ہی کسی کے لیے، کھولا گیا۔ وذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب تحدیث بالنعمۃ کے طور پر خود ہی فرماتے ہیں۔

" اگر سچ پوچھتا ہے تو میں قرآن مجید کا بلاواسطہ شاگرد ہوں۔ جبکہ رُوح پرفتوح حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا اویسی ہوں۔ اسی طرح کعبہ حسنی سے بوسیلہ مستفید اور صلواۃ عظمٰی سے اثر پذیر ہوں۔ ص

وان لی فی کل نسبتِ شعرۃٍ لسانا کما استوفیتُ واجب حمدہٖ"

اسی اجمال کی تفصیل کئی مقامات پر فرمائی۔ چنانچہ اپنی نادر روزگار تالیف تفہیمات الٰہیہ جلد اوّل میں فرمایا جس کا ترجمہ درج ذیل ہے

" اس دور میں اللہ تعالےٰ نے اس رحمت کا مستحق مجھے بنایا ہے۔ میری زبان سے قومی، ملّی اور انسانی حقائق کو وا شگاف کیا ہے جب مَیں اپنی قوم کے افکار اور اشغال پر گفتگو کرتا ہوں تو اس کا پورا حق ادا کرتا ہوں۔ پھر جب موضوع بحث وہ معاملات ہوتے ہیں۔ جو میری قوم اور ان کے خالق سے متعلق ہیں تو ان کے بیان میں کوئی کمی نہیں رہتی، جب انسانیت کے اسرار اور اس کے عمومی امور پر گفتگو ہوتی ہے تو اس دریائے ناپیدا کنار کی شناوری میں میرا کوئی، حریف نہیں ہوتا۔ جب شریعتوں اور نبوّت کا معاملہ درپیش ہو تو اس مضمون میں میرا خاص درک ہے۔ اور مَیں اس پر ہر لحاظ سے حاوی ہوں۔

اب ناظرین ہی فیصلہ فرما دیں کہ ایسی عظیم شخصیت کے متعلق کسی بھی پہلو پر قلم اٹھانا کس قدر مشکل کام ہے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ امّت میں آج تک ان کی ہمہ گیر شخصیّت کو روشناس کرانے کے لیے وہ کام ہی نہیں کیا گیا جس کی ضرورت تھی، اور جس کی روشنی میں مجھ جیسے خوشہ چیں نورِ بصیرت حاصل کر کے شہیدوں میں نام لکھوا لیتے۔

مگر امتثال امر کرتے ہوئے چند سطور ہدیۂ ناظرین ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماویں۔

برّصغیر میں مسلمانوں کا مادی زوال اور رُوحانی عرُوج

اِسلام خداوند قدوس کا آخری دین ہے جس سے پوری انسانیت کی نجات تا یوم آخر وابستہ ہے۔ اِس لیے کبھی مادیت کا سورج غروب ہونے لگا۔ خداوند قدوس نے،

لیظھرہٗ علی الدّین کلّہٖ

کا منظر قائم فرمانا تھا تو ہوں، روحانی اقتدار کو اجاگر کر دیا۔ خیر القرآن کے بعد سے لیکر آج تک سرگزشت عالم پر نظر ڈالی جائے تو اس دعویٰ کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ برّصغیر میں جب اِسلام اور مسلمان خود اپنوں ہی کے ہاتھوں مٹائے جا رہے تھے۔ اکبر وزعلمار دنیا الدین القیم کی حقیقت کو مسخ کرنے کے لیے زور لگا رہے تھے۔ خداوند قدیر نے امام ربّانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۱۰۳۴ھ اور حجۃ اللہ فی الارض شاہ ولی اللہ کو چراغ مصطفوی کو روشن رکھنے کے لیے پیدا فرما دیا۔ اُمتِ محمّدیہ کے یہ دونوں فرزندان ارجمند اس خوش قسمتی اور طالع مندی میں برابر شریک ہیں۔ کہ ان کو،

طہارتِ باطنی سے حظ وافر ملا جس کی بدولت کتاب اللہ اور کتاب الرسول سے حکمت اور تزکیہ کے آبدار موتی نکال کرامت کے لیے ذخیرہ سعادت چھوڑ گئے۔ یہ دونوں عالی مقام بزرگ اس عالم ناسوت میں ہوتے ہوئے بھی عالم ملکوت سے بفضلہ تعالیٰ منسلک رہے۔ ان کی زبان سے نطق بالصواب اثر فاروقی کا پرتو حاصل کرکے الیہ یصعد الکلم الطیب کا تمغہ سعادت حاصل کرتا رہا آسان الفاظ میں عرض کیا جا سکتا ہے کہ یہ دونوں حضرات دربار نبوت کے حاضر باش تھے۔ اور اپنے انقار باطن کی تصدیق خود امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے کرانے والے گروہِ سعادت مندان میں شریک تھے۔

مکتوبات شریف کا مطالعہ کرنے والے سعادت مندوں کو ایسے کئی مشاہدات مل جائیں گے۔ یہاں صرف ایک واقعہ استشہاداً درج کیا جاتا ہے“ حضرت مجددؒ الف ثانی قدس سرہٗ کا عندیہ یہ ہے کہ جن لوگوں کو سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی دعوت نہیں پہنچی ان سے بھی قیامت کے دن آپ پر ایمان نہ لانے کی بازپرس ہوگی اور وہ اس سعادت سے محرومی کی وجہ سے جنت میں نہ جاسکیں گے۔ لیکن چونکہ اس دعوت کی عدم قبولیت میں ان کا دخل اور اختیار نہ تھا۔ اس لیے دوزخ سے بھی بچ جائیں گے اور ان کو باقی حیوانات کی طرح پھر اپنے اصل (مٹی) کی طرف لوٹاتے ہوئے مٹی کر دیا جائیگا“

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ مسئلہ مجلس انبیاؑ علیہم السلام میں پیش کیا تو انہوں نے میری اس رائے کو شرفِ پسندیدگی بخشا۔

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ العزیز کو تو اس مبارک سلسلے میں امتیازی شان حاصل ہے۔ آپ کی گراں قدر کتاب "فیوض الحرمین" اس مبارک تعلق کا عظیم شاہکار ہے۔ اور آپ کی گراں قدر مبارک کتاب "دُرالثمین فی مبشرات النبی الامین“ ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا۔

هذه اربعون حديثا من احاديث النبي صلى الله عليه وسلم التي تروى من جهة الرويا او من جهة مشاهدة روحه الكريمة جمعتها في هذه الرسالة۔

اس لیے ان بزرگوں نے اہل اسلام کی جو راہ نمائی فرمائی ہے۔ وہ تمام مسلمانوں کے لئے باعث سعادت دارین ہے اور اس آخری دور میں ان ہی کے نشان کردہ راہ ہدایت پر چلنا انتم الاعلون کا منظر پیش کر سکتا ہے۔

علمِ نبوّت کا وارث

حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ ان خوش بختوں میں سے ہیں۔ جن کو علومِ نبوّت سے حصّہ وافر ملا ہے۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض نبوّت قرآن مجید میں تین بیان فرمائے۔ تعلیم کتاب، تعلیم حکمت۔ تزکیہ، سورۂ بقرہ میں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی الہامی دعا میں اس نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم کا تعارف ان ہی تین مناصب سے کرایا گیا اور پھر سورہ جمعہ میں اس بعثت خاتمہ اور رسالت عامہ کو بیان فرماتے ہوئے۔ ان ہی تین مناصب کا اعادہ فرمایا سید دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اس لیے اب آسمانی ہدایت کے ان تینوں شعبوں کی اشاعت اور تبلیغ اُمّتِ محمدیہ کے سپرد کردی گئی ہے۔ انفرادی طور پر اُمّت کے ہر دور میں کثیر تعداد ان شعبوں کی تبلیغ اور اشاعت میں سرگرم عمل رہی ہے۔ اور انا لہٗ لحافظون کی بشارت کے زیر اثر یہ سلسلہ رشد الی یوم القیمۃ رہے گا۔ مگر خوش بخت ایسے بھی ہیں۔ جو ان ہر سہ شعبہ جات سے حصّہ وافر کے حامل بفضلہٖ تعالیٰ قرار دیئے گئے ہیں۔ امّت کے وسطانی دور میں ایسے علماء کرام کی کثرت رہی ہے مگر الف ثانیہ میں بھی ایسے خوش بخت پیدا ہوئے۔ جن میں شاہ ولی اللہ کا نام نامی سرفہرست ہے۔ اس مختصر سے مضمون میں بطور اختصار ان کتابوں کی فہرست کا خاکہ پیش کرتے ہیں۔ جو شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کے قلم سے نکلی ہیں۔

تعلیم کتب کو ہم قرآن و حدیث سیرت، مناقب کے عنوان سے پیش کرتے ہیں حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کا برصغیر کے مسلمانوں پر یہ احسان عظیم ہے۔ کہ آپ نے تعلیمات قرآنی کی عام تبلیغ اور اشاعت کے لیے قرآن مجید کا ترجمہ عام فہم فارسی زبان میں فرمایا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے، کہ اگرچہ برصغیر میں قرآن مجید کی تفسیر فارسی زبان میں آپ سے پہلے بھی کی گئی تھی۔

جیسا کہ:-

پہلا فارسی ترجمہ آٹھویں صدی ہجری میں نظام الدین قمی نیشاپوری“ دولت آبادی نے کیا۔ اسی طرح نویں صدی ہجری میں قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے تفسیر بحر مواج فارسی زبان میں لکھی“ اور دسویں صدی ہجری میں مخدوم ہالائی رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔

مگر پہلا کامیاب اور مقبول ترین ترجمہ فارسی زبان میں جو ہوا حضرت شاہ صاحب ہی کا فرمودہ ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ کو بھی حضرۃ شاہ صاحب کا ایک عظیم کارنامہ کہا جاتا ہے کہ آپ نے مسلمانوں کے زوال کا سبب علوم نبوت سے بیگانگی قرار دیتے ہوئے ادھر توجہ فرمائی۔ اور اس کے صلے میں اس وقت کے بعض نادانوں نے آپ کو شہید کرنے کے منصوبے بنالیے۔

(باقی آئندہ)

مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی

شہادت ہے

مقصود و مطلوب مومن

دنیائے شہادات میں غزوات و شہادات کا سلسلہ کسی خاص دِن، ماہ و سن کے ساتھ مخصوص نہیں تاریخ شہادت حضرات انبیاء علیہ السلام سے چلتی ہے۔ قرآن حکیم میں۔ ولیقتلون النبیّٖن بغیر حق متعدد مقامات پر وارد ہے۔

ہمارے مکی نبیؐ کی مکی زندگی میں جہاد ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ مگر شہادت چل پڑی۔ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام کی تاریخ میں سب سے پہلی شہیدہ آل یاسر کی صحابیہ خاتون تھی۔ جن کو نہایت، بے دردی سے شہید کیا گیا تھا۔

ہمارے مدنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مدنی دور میں شہداء بدر کی شہادات میدانِ بدر سے ظاہر ہے۔ اور جبل اُحد کے دامن میں ستر سے زائد صحابہؓ کرام اور سیّد الشہداء حمزہ کی شہادت کتنی لرزہ خیز ہے۔ مدنی زندگی کی دیگر شہادتوں کی تاریخ غزوہ موتہ اور بیر معونہ ستّر قراء و مبلغین کی قربانیوں سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ دس سالہ مدنی دور میں جہاد و غزوات کے دوران شہادت کا جام پینے والے صحابہؓ کرام کی تعداد بے شمار ہے۔

فِمنہُم من قضیٰ نحبہٗ ومنہم من ینتظِر ہ

خلافتِ صدیقی میں شہداء ختم نبوت کی تعداد نہایت کثیر ہے۔ خلافتِ فاروقی قیصر و کسریٰ کی جنگوں میں بیشمار غازی و مجاہدین شہید ہوئے تاریخ ان کے سرخ خون سے لکھی ہوئی ہے۔ فاروقی خلافت کے آخری شہیدِ اکبر خود حضرت فاروق اعظمؓ تھے۔

حضرت فاروقِ اعظمؓ کو مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، مسجد و محرابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ریاض الجنۃ و روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب، عین نمازِ فجر جماعت و امامت کی حالت میں شہید کر دیا او آخر ذی الحجہ میں آپ پر حملہ ہوا۔ اور یکم محرم الحرام کو آپ کا جنازہ اٹھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس میں آپ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جب زخمی ہوئے تو آپ نے قاتل مجوسی کو معلوم کر کے فرمایا کہ "الحمدللہ میرا قاتل کافر ہے کوئی مسلمان ملوث نہیں"۔

میری پہلی اور دوسری خواہش پوری ہوتی نظر آرہی ہے۔ کہ میں شہید ہو رہا ہوں اور مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ شہادت ہے۔ ایک تیسری انتہائی قلبی تمنا ہے کہ حضور علیہ السلام کے روضۂ اطہر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں پناہ ملے۔

مگر روضۂ رسولؐ تو حجرہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ کا ہے۔ امّ المومنین صدیقہؓ سے اجازت لی جائے۔ اگر وہ اپنی خوشی سے اجازت دیں تو روضۂ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن کیجیو۔ ورنہ جنۃ البقیع!

حضرت صدیقہؓ سے یہ استغفار کیا گیا تو انھوں نے فرمایا! کہ میرے حجرہ میں میرے سردار اور میرے ابا جان، دونوں ہیں۔ تیسری جگہ میں نے اپنے لیے رکھی تھی (اور چوتھی قبر تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے مخصوص ہے۔

"میں اپنی ذات پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو ترجیح دیتی ہوں۔ کہ وہ عالمِ اسلام اور دنیا بھر کے مسلمانوں کا بیش قیمت سرمایہ ہیں۔ اور ان کو روضہ میں دفن کی اجازت دیتی ہوں"۔

حضرت فاروق اعظم نے جب یہ خوشخبری سنی تو باوجودیکہ زخموں سے نڈھال تھے اور آخری وقت سر پر تھا۔ نہایت خوشی سے فللّٰہ الحمد کہا کہ میری تمام مرادیں بھر آئیں۔

؎ نکل جائے دَم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

آپ نے آخری وصیّت فرمائی کہ میرا جنازہ کے قریب مواجہہ شریف لاکر رکھ دیا جائے اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں آواز دی جائے کہ یا رسول اللہؐ آپ کا خادم عمرؓ حاضر ہے۔ اجازت ہو تو حاضرِ خدمت دفن کر دیں؟

تاریخ مدینہ گواہ ہے کہ روضۂ پاک دروازہ خود بخود کھلا اور روضہ شریف سے ندا آئی۔

ادخلوا الحبیب الی الحبیب۔

یہ آواز ہزارہا مسلمانوں نے سنی جو فاروق اعظمؓ کے جنازہ میں شریک تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سبحان اللہ۔

خلافت عثمانی میں خاتم النبین، رحمۃ العالمین حضرۃ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ نسبتی (داماد)، خلیفہ ثالث۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ ۱۸، ذی الحجہ ۳۵ھ۔ (۱۷، جولائی ۶۵۶ء) جمعہ کے دن عصر و مغرب کے درمیان۔ مدینہ الرسول اور روضۂ رسولؐ کے جوار میں —— چالیس دن کے محاصرے کے اندر گھرے رہنے کے بعد —— سات دن کے بھوکے اور پیاسے اس حال میں شہید کر دیئے گئے کہ آپ تلاوت کلام اللہ فرما رہے تھے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے نہ صرف اسلامی جنگوں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا، بلکہ مسلمانوں کی مشکلات کو حل کرنے اور ان کی فلاح و بہبود کے لیے بے دریغ دولت صرف کی۔ آج تک بیر رومہ (کنواں) بیشمار لوگوں کو سیراب کر رہا ہے۔ یہ کنواں حضرت عثمانؓ نے ایک یہودی سے خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا تھا۔

خلافت حیدری میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو رمضان المبارک، لوز کے تڑکے، سحری کے وقت کوفہ کی جامع مسجد کے دروازے میں شہید کر دیا گیا۔

مشاہیر اسلام

محمد عثمان انوری

امام راشد السید مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

برِصغیر پاک و ہند کے عظیم رہنما و محسن حضرت شاہ ولی اللہؒ کا مشن تین سلسلوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ ایک جماعت اعلائے کلمۃ الحق اور دینی مدارس کے قیام کے لیئے جدوجہد کرنے پر مامور تھی۔ اور درس و تدریس کے ذریعے علم نبوتؐ سے مسلمانوں کو مستفید کرتی رہی۔ دوسری جماعت رشد و ہدایت، تبلیغ و تزکیۂ نفس کا فریضہ انجام دیتی رہی اور تیسری جماعت لوگوں کو جہاد فی سبیل اللہ اور آزادیٔ وطن کی دعوت دیتی رہی۔ لیکن قدرت نے ان تینوں جماعتونکی اجتماعیت قائدانہ حیثیت سے جس ذات میں جمع کر دی تھی ان کا نامِ نامی شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ہے۔ آپ سترہ برس تک مسجد نبویؐ میں درس حدیث دیتے رہے۔ اور دنیائے اسلام کی مثالی درسگاہ دارالعلوم دیوبند میں تقریباً ۲۶ سال تک شیخ الحدیث اور صدر مدرس کے عہدہ پر فائز رہے۔ تبلیغ دین، وعظ و نصیحت، بیعت و ارشاد کے ذریعہ لاکھوں سالکین طریقت کی روحانی تربیت فرمائی۔ آزادیٔ وطن کے لیئے برصغیر کی عظیم تحریکات مثلاً تحریکِ خلافت تحریک ترک موالات وغیرہ میں مجاہدانا اور قائدانہ حیثیت سے شریک رہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلامؒ جیسی شخصیت کی نظیر تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کی زندگی کا ہر ورق اپنے دامن میں ایک تاریخ سمیٹے ہوئے ہے۔

جس وقت حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحؒ کی عمر شریف بارہ سال کی ہوئی تو آپ کے والد محترم نے آپ کو دارالعلوم دیوبند میں داخل کرا دیا۔ اس وقت امام حریت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ ہی بڑے مدرس تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ نے نگاہِ باطن سے پہچان لیا کہ گوہر مقصود ہاتھ آگیا ہے چنانچہ درس نظامی کی اکثر کتابیں آپ کو شیخ الہندؒ نے پڑھائی ہیں۔ اور خصوصی توجہ سے آپ کی تربیت فرمائی۔ چنانچہ صرف سات سال کی مدت میں علم ظاہری کی تکمیل فرما چکے تو حضرت شیخ الہندؒ نے آپ کو روحانی رشد و ہدایت کے لیئے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمت اقدس میں روانہ کر دیا اور اس طرح دو عظیم شخصیتوں نے آپ کی روحانی اور علمی تربیت فرمائی۔ جس پر آپ ہمیشہ فخر کرتے تھے۔ اس دوران حضرت مدنیؒ کے والد ماجد نے مکہ مکرمہ ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو آپ بھی اپنے مربی اور سرپرست حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت گنگوہیؒ سے اجازت لے کر والد صاحب کے ہمراہ مکہ شریف روانہ ہو گئے۔ رخصت کرتے وقت دونوں حضرات نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے استفادہ کے لیئے فرمایا۔ چنانچہ آپ نے حضرت حاجیؒ کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور اپنی مزید روحانی تربیت کی تکمیل کے لیئے حضرت حاجیؒ سے رابطہ قائم رکھا۔

اس وقت اکثر آپ مکہ مکرمہ کے قریبی جنگلات میں ذکر فرماتے تھے۔ آپ کو عرب میں معاشی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن صبر و ضبط کا یہ عالم تھا کہ کسی قریبی شاگرد یا عزیز کو بھی آپ کے گھر کی تنگی کا پتہ نہ چلتا تھا۔ حالانکہ بڑے بڑے رؤساء اور شیوخ آپ کے شاگرد تھے۔ جب شیخ الہندؒ مع اہل و عیال حج کے لیئے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ تو حضرت مدنی رحؒ کو ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں شمولیت کی دعوت دی تو آپ نے بخوشی قبول فرما لی۔ اور تقریباً نو ماہ حضرت شیخ الہندؒ نے مکہ مکرمہ میں آپ کی سیاسی تربیت فرمائی اور تمام مسلمان رہنماؤں سے رابطہ کا حکم دیا چنانچہ آپ نے دنیا کے حریت پسند رہنماؤں سے رابطہ قائم رکھا۔ اور فرنگی سامراجیوں سے آزادی کے لیئے فوجی جرنیلوں کو آمادہ کر لیا کہ وہ تمام مسلم علاقوں سے فرنگی کو نکال باہر کریں۔ ادھر شیخ الہندؒ نے مکہ مکرمہ آنے کا عزم کر لیا۔ آپ ۱۳۳۴ھ میں مکہ مکرمہ حضرت مدنیؒ کے مکان پر ہی مقیم ہو گئے اور ترکی کے جمال انور پاشا وزیر جنگ اور دوسرے فوجیوں سے رابطہ رکھنے کے لیئے تحریک شروع فرمائی۔ تو شریف مکہ اور ہندوستان کے جاسوسوں نے آپ کی آمد کی اطلاع انگریزوں کو پہنچا دی اور شریف مکہ نے انگریزوں سے مل کر ترکی حکومت کے خلاف فوج کشی کر دی۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا گیا۔ اور ۱۸ شعبان ۱۳۳۴ھ کو حضرت شیخ الہند اور آپ کے رفقاء کو بھی گرفتار کرنے کے لیئے اپنے کارندے روانہ کر دیئے اور حرمین کے اندر اشیاء خورد و نوش پہنچانے پر بھی پابندی عائد کر دی جس کی وجہ سے بہت سے لوگ شہید ہو گئے۔ شریف مکہ نے حضرت شیخ الہند سے ایک فتویٰ پر دستخط کرنے کو کہا تو آپ نے صاف انکار کر دیا کیونکہ اس میں مسلمانوں کے قتال کو جائز قرار دیا گیا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فرنگی ایجنٹ یعنی شریف مکہ نے شیخ الہند کو گرفتار کرنے کا حکم دے دیا۔ اور آپ جب گرفتار نہ ہو سکے تو شریف مکہ نے شیخ الاسلام کو گولی مار دینے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ یہ خبر سنتے ہی

حضرت شیخ الہند نے خود کو گرفتاری کے لیئے پیش کر دیا۔ اور آپ ۱۳۳۷ھ میں گرفتار کر کے قاہرہ بھیج دیئے گئے اور تمام رفقاء بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ وہاں سے آپ مالٹا بھیج دیئے گئے جہاں پہلے ہی سے بہت سے حریت پسند قید تھے۔ زیادہ تعداد جرمن اور ترکی کے لوگوں کی تھی۔ اور وہاں تقریباً چار سال قید رہے۔ اس دوران حضرت مدنیؒ کے خاندان کے سات بڑے افراد کا انتقال غریب الوطنی میں ہوگیا۔

جب چند سال بعد رہائی ہوئی تو ۱۹۲۰ء میں آپ جہاز سے بمبئی سے دیوبند تشریف لائے تو ہندوستان میں آزادی کی تحریک بڑے زور و شور سے جاری تھی چنانچہ حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت مدنیؒ نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ مگر افسوس اس سال شیخ الہند بیمار ہوگئے۔ اور ۱۹۲۰ء میں ۳۰ نومبر کو آپ کا انتقال ہوگیا۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت مدنیؒ کو شیخ الہندؒ کا جانشین منتخب کر لیا گیا اور اب تیزی سے سیاسی تحریکات میں پیش پیش نظر آنے لگے۔

چنانچہ ۱۰ جولائی ۱۹۲۱ء کو کراچی میں خلافت کانفرنس میں تقریر کرنے پر آپ کو دیوبند سے گرفتار کر لیا گیا۔ کراچی کے خالق دینا ہال میں مقدمہ چلا جو کہ سنہری حروف میں لکھے جانے کے لائق ہے۔ مضمون کے طویل ہو جانے کے خوف سے اس کا تذکرہ شامل نہیں کیا جاتا۔ آپ کے جوابات کو ہر طرف سے سراہا گیا۔ اور برطانیہ حکومت کو لاجواب ہونا پڑا۔ اور آپ کی اس جرأت پہ قومی رہنماؤں نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔ مولانا محمد علی جوہر نے بڑھ کر آپ کے قدم چوم لیئے۔ اس حق گوئی کی پاداش میں آپ کو دو سال قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ اسطرح ۱۹۴۲ء میں حضرت شیخ الاسلام مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو انگریز حکومت کے خلاف تقریر کرنے پر گرفتار کر لیا گیا اور مراد آباد جیل میں بیس ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ ہندوستان کی آزادی کے سلسلے میں آپ تین بار قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہوئے۔ جن کی کل مدت نو سال ہے

حضرت مدنیؒ نے بنگال اور آسام میں تقریباً چھ سال گذارے اور سلہٹ میں شیخ الحدیث کے اہم منصب پر ایک بہت بڑے دینی ادارہ میں اہل علم کو سیراب کرتے رہے۔

جب دارالعلوم دیوبند کے لیئے ایک شیخ الحدیث کی ضرورت پیش آئی تو تمام اکابرین کی نگاہیں آپ پر لگی ہوئی تھیں۔ اور آپ کو سلہٹ سے بلا کر دارالعلوم دیوبند میں شیخ الحدیث اور صدر مدرس مقرر کر دیا گیا۔ جہاں آپ سے تقریباً ساڑھے چار ہزار علماء دورۂ حدیث سے فارغ ہوئے۔ اور آپ ۲۲ گھنٹہ شب و روز درس حدیث اور تحریک آزادی کی جدوجہد میں گذارتے اور صرف رات کو دو گھنٹہ آرام فرماتے۔ آپ سے دورۂ حدیث پڑھنے کے لیے طلباء اور علماء کی بہت بڑی تعداد افغانستان رنگون، برما، جاوا سماٹرا، افریقہ، ایران، پاکستان روس، چین اور دیگر ممالک کی تھی یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں آپ کے شاگرد موجود ہیں۔ ان تمام مشاغل کے علاوہ آپ لاکھوں مسلمانوں کی روحانی تربیت فرماتے رہے اور بزرگان دین کی سونپی ہوئی امانت سے لوگوں کو فیضیاب کرتے رہے روحانیت میں آپ کا کوئی ثانی آپ کے زمانہ میں پورے عالم میں نہیں تھا۔ اتنی مصروفیتوں کے باوجود آپ نے جن علماء اور مشائخین کی تربیت فرمائی ان کی کل تعداد ۱۶۷ ہے۔ جن کی مختصر تفصیل یہ ہے مشرقی بنگال ۵۰، مغربی پاکستان میں ۵، افریقہ میں ایک، ہندوستان میں ۱۱۰، اور آپ کے خلف الرشید صاحبزادہ حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ العال سمیت یہ تعداد ۱۶۷ بنتی ہے۔

الحمدللہ آپ کے تمام خلفاء نے آپ کی عطا کردہ امانت کو لوگوں تک پہنچا کر اپنا حق ادا کر دیا ہے جن میں سے بعض افراد کا انتقال بھی ہو چکا ہے۔ اور باقی جو حیات ہیں آپ کی روحانی امانت کے ذریعہ موجودہ دور کی تاریکی میں شمع نبوت روشن کیئے ہوئے ہیں۔ اور حق گوئی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

حضرت مدنیؒ نے آخری عمر میں بھی جبکہ آپ کافی کمزور ہو چکے تھے، عمر شریف اسّی ۸۰ سال سے زائد ہو چکی تھی۔ اشاعتِ اسلام کے لیئے شب و روز گاؤں گاؤں، قریہ، قریہ اسلام کے تحفظ کے لیئے لوگوں کو آمادہ کیا۔ آخر کار اسلام کا یہ پہلا بہادر جرنیل اور نامور عالم دین سلطان الاولیاء ۱۲ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ ہجری کو ہم سے ہمیشہ کے لیئے جدا ہوگیا۔ **خدا کی کروڑوں رحمتیں انکی قبر پر نازل ہوں۔**

بقیہ اداریہ

ہوتا ضعف بصر اور پیرانہ سالی کے باوجود تشریف لے جاتے۔ ترجمان اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا علم ہوا تو بہت خوش ہوتے۔ دعائیں دیتے رہے۔ چند سالانہ خریدار فراہم کیے، بلکہ چندہ بھی اس وقت اپنی جیب سے دیا۔

موجودہ دور کی اس سے بڑی بدقسمتی کیا ہوگی کہ ایسے عظیم لوگ ایک ایک کر کے اٹھتے چلے جا رہے ہیں۔ ایسے پراگندہ طبع لوگوں کے اٹھ جانے کے بعد موجودہ نسل کا خدا ہی وارث ہے۔ ادارہ ترجمان اسلام پس ماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

ع: آسمان تری لحد پر شبنم افشانی کرے۔

آپ کا سر مبارک مسجد میں اور جسم پاک مسجد کی دہلیز پر خون میں لت پت تھا۔ گویا خدا کے گھر پر جان دے دی، مسجد کا دروازہ نہ چھوڑا۔ اور مسجد سے جنازہ اٹھا۔

حضرت فاروقؓ شہید فی المحراب ہوئے تو جناب مولا علیؓ شہید علی المسجد ٹھہرے۔

عاشورہ محرم الحرام

حضرت امام عالی مقام سیدنا حسینؓ اور شہداء کربلا کی داستانِ خونچکاں ہے۔ جسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ حق کی حمایت میں امام حسینؓ اور ان کے رفقاء کی قربانیاں ہر دور میں مشعلِ راہ رہیں گی۔

ہمارے اسلاف

حافظ محمد انذر
سیالکوٹ

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحبؒ پسروری ۲۲ دسمبر ۱۹۷۴ء کو اچانک حرکتِ قلب بند ہونے سے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ حضرت مولاناؒ کی وفات کی خبر پورے ضلع سیالکوٹ میں بجلی کی طرح پھیل گئی۔ ۲۳ دسمبر بوقت ۱½ بجے دوپہر ان کی نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ اس دن پورے شہر میں مکمل طور پر کاروبار بند رہا۔ پورے ضلع سے بے شمار لوگ نماز جنازہ کے لیے آتے ہوئے تھے، عیدگاہ میں نمازِ جنازہ کا اعلان کیا گیا تھا، عیدگاہ میں جگہ تنگ ہونے لگی تو ایک بڑے کھلے میدان میں جنازے کا انتظام کیا گیا۔ جنازہ سے قبل نائب امیر جمعیت علماء اسلام مولانا فیروز خان صاحب نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوتے فرمایا: ضلع سیالکوٹ کے غیور مسلمانو: آج ہم روحانی باپ سے محروم ہو چکے، ہم نے آج عہد کرنا ہے کہ ہم ان کے مشن کو زندہ رکھیں گے۔ حضرت پسروری کی وفات سے جمعیۃ کے حلقوں میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے ہمیں اس خلا کو پورہ کرنے کے لیے دن رات جمعیۃ کا کام کرنا ہوگا۔ مولانا فیروز خان صاحب کی تقریر کے دوران لوگوں کی آنکھوں سے آنسوں رواں تھے۔ حضرت پسروری کی نماز جنازہ حضرۃ مولانا عبدالقیوم صاحب ہزاروی نے پڑھائی۔

آپ نے سات برس کی عمر میں حضرت میاں محمد حیات صاحبؒ سے قرآن مجید ناظرہ ختم کیا۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ سے بھی چند ماہ تک علمی استفادہ کیا۔ حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب پشاوری سے دورۂ حدیث پڑھ کر سندِ فراغت حاصل کی۔ ۱۳۴۲ھ ہی میں آپؒ نے حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ شیرانوالہ گیٹ لاہور میں دورہ تفسیر پڑھا اور امتحان میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔

فراغت کے بعد آپ واپس اپنے آبائی قصبہ دہوا پہونچے اور دینی و تبلیغی کام کا آغاز فرمایا اس اثنا میں شدھی تحریک چل پڑی، مسلمانوں نے متحد ہو کر اس کا مقابلہ کرنے کے لیے آل انڈیا ریجو کشنل کمیٹی کی بنا ڈالی۔ اس کمیٹی نے حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ سے ۴۰ - ۵۰ مستند عالمِ دین طلب کیے جو مسلمانوں کے سوامی شردھانند کے فتنہ ارتداد سے بچا ہو، لیکن حضرتؒ نے آپؒ کو بلا بھیجا۔ آپ لاہور پہونچے تو حضرتؒ نے آپؒ کو پسرور میں انجمن تبلیغ اسلام کے تحت کام کرنے کی ہدایت فرمائی۔

پسرور، ۱۹۲۵ء میں آپ شاہی مسجد پسرور پہونچے اور ۲۵ روپے کے مشاہرہ پر کام کرنا شروع کر دیا۔ ۱۹۲۸ء تک آپ نے اس مشاہرہ پر درسِ قرآن وعظ و تبلیغ اور خطباتِ جمعہ دیتے رہے۔ پھر اس کے بعد متوکل علی اللہ بغیر تنخواہ کے کام کرنا شروع کر دیا جو اب تک اسی طرح جاری ہے

تحریکیں

۱۹۲۹ء میں مجلس احرارِ اسلام نے پسرور میں تبلیغی شعبہ قائم کیا۔ انہوں نے پسرور کی نواحی بستیوں میں اپنے ساتھ رکھا اور قادیان ضلع گورداسپور بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ آپؒ نے قادیان میں ختم نبوۃ پر تقریر کی اور صبح کے درس میں فضائل صحابہؓ پر بیان ہوا، تحریکِ کشمیر میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اس کی پاداش میں ۱۳ نومبر ۱۹۳۱ء کو آپؒ گرفتار کر لیے گئے اور چودہ جنوری ۱۹۳۳ء کو رہائی ہوئی۔

حج ۱۳۵۳ھ بمطابق ۱۹۳۳ء میں آپ کو حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ محرم ۱۳۵۴ھ میں واپسی ہوئی۔

۱۹۵۳ء کو تمام مکاتب فکر نے مل کر مجلسِ عمل بنائی اور اس کے تحت حکومت سے مطالبہ کیا کہ ۱۔ ظفراللہ قادیانی کو وزارتِ خارجہ سے ہٹایا جائے۔ اس عہدہ پر مسلمان کو فائز کیا جائے تحریک اتنی زور آور تھی کہ حکومت کو ۷۰ دن مارشل لاء لگانا پڑا۔ لاہور کے چوراہوں پر مشین گنوں سے تحفظ ختم نبوت کے پاسبانوں کے سینے چھلنی کیے گئے۔ آپ نے اس تحریک میں نمایاں حصّہ لیا اور ۲ مارچ ۱۹۵۲ء کو گرفتار کر لیے گئے۔ دس ماہ کے بعد رہائی ہوئی۔ ۹ اپریل ۱۹۵۴ء کو جلاوطنی کا نوٹس ملا۔ ۷ ماہ جلاوطن رہے۔

زبان بندی : ۲۷ اپریل ۱۹۴۰ء کو تین ماہ کے لیے آپ کی زبان بندی کا آرڈر ہوا۔

خلفاء و تصانیف : آپ کی جسمانی اولاد کے علاوہ روحانی اولاد ہزاروں کی تعداد میں ہے۔ ان میں سے جن خوش نصیبوں کے سلسلہ عالیہ قادریہ میں اسباق مکمل کیے اور آپ سے روحانی تربیت مکمل کی ان کی تعداد ۱۴ ہے۔ تحقیق متعہ، سوانح حضرت امام حسینؓ و امام حسنؓ، انوارِ صحابہؓ، انوار اصحابیات، فضائلِ خدمتِ خلق، فضائل السلام علیکم، مسائل قربانی وغیرہ۔

سینیٹر محمد زمان خان اچکزئی کے سوالات اور وزیرِ تعلیم کے جوابات

کیا وزیرِ تعلیم وصوباتی رابطہ ارشاد فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال ۱۹۷۱-۷۲ء، ۱۹۷۲-۷۳ء اور ۱۹۷۳-۷۴ء کے دوران ہر سال میں اور ہر صوبے کے الگ الگ کتنے طالبعلموں کو بیرون ملک تعلیم کے لیے وظائف دیئے گئے۔

(ب) سال ۱۹۷۱-۷۲ء، ۱۹۷۲،۷۳ء اور ۱۹۷۳،۷۴ء کے دوران ہر صوبے کے وظائف کی رقم کی مجموعی مقدار کیا تھی؟

(ج) ان وظائف لینے والوں کی قسم تعلیم کیا تھی، نیز ان ممالک کے نام کیا ہیں جہاں انہیں تعلیم حاصل کرنا تھی؟

(د) سال ۱۹۷۱-۷۲ء ۱۹۷۲-۷۳ء اور ۱۹۷۳-۷۴ء کے دوران بیرون ملک بھیجے جانے والے بلوچستان کے طلبار کے نام، پیشہ اور مکمل پتے کیا ہیں۔ نیز ان کی قسم تعلیم، پڑھائی کی مدّت اور ان میں سے ہر ایک کو دیئے جانے والے وظیفے کی رقم کی مقدار کیا تھی؟

(ر) سال ۱۹۷۴،۷۵ء کے دوران بلوچستان سے تعلق رکھنے والے طلباء کے لیے بیرون ملک تعلیم کے لیے کتنے وظائف مخصوص کر دیئے گئے ہیں، ہر وظیفے کی مقدار کتنی ہے اور قسم تعلیم کیا ہے، نیز ان ممالک کے نام کیا ہیں جہاں وہ تعلیم حاصل کریں گے۔ نیز ان وظائف لینے والوں کو کب بیرونِ ملک بھیجا جائیگا؟ اور

(ز) بیرونِ ملک تعلیم حاصل کرنے کے لیے امیدواروں کا وظائف کی کے لیے انتخاب کا کیا طریق کار مقرر ہے، نیز اس انتخاب کا افسر مجاز کون تھا؟

وزیرِ تعلیم کی طرف سے جوابات

(الف) سال ۱۹۷۱،۷۲ء، ۱۹۷۲،۷۳ء اور ۱۹۷۳،۷۴ء کے دوران مختلف صوبوں کے طالب علموں کو بیرونِ ملک تعلیم حاصل کرنے کے لیے وظائف کی تعداد حسبِ ذیل ہے۔

سال	بلوچستان	سرحد	پنجاب	سندھ	دوسرے	مجموعہ
۷۱،۷۲	۳	۵	۲۸	۲۸	—	۶۴
۷۲،۷۳	۹	۲۲	۱۱۴	۶۷	۹	۲۲۱
۷۳،۷۴	۱۰	۳۴	۱۱۵	۶۴	۲۴	۲۴۷

دوسرے وظائف میں وفاقی حکومت کے زیرِ انتظام قبائلی علاقہ جات، شمالی علاقہ جات، آزاد جموّں وکشمیر اور وفاق کے زیرِ انتظام علاقہ جات وغیرہ شامل ہیں۔

(ب) مختلف حکومتوں/ڈونر ایجنسیوں کی طرف سے پیش کردہ سہولیات پر اخراجات عمومی طور پر وہ خود ہی برداشت کرتے ہیں اور یہ ہماری طرف نہیں بھیجتے۔ ان وظائف کے سلسلے میں اخراجات، جسکی ضامن وزارتِ تعلیم ہوتی ہے۔ حسبِ ذیل ہیں۔

سال:- ۱۹۷۱-۷۲ء

بلوچستان	سرحد	پنجاب	سندھ	دوسرے
۱۰۱۱۵	۷۴۱۵	۷۷۵۶	—	۲

سال:- ۱۹۷۲-۷۳ء

بلوچستان	سرحد	پنجاب	سندھ	دوسرے
۳۶۰۰۴	۶۸۶۲۱	۱۷۹۷۰۶	۱۱۸۵۳۹	۱۸۵۳۵

سال:- ۱۹۷۳-۷۴ء

بلوچستان	سرحد	پنجاب	سندھ	دوسرے
۱۱۵۳۸۸	۱۳۴۴۷۵	۵۲۵۸۲۰	۴۰۵۱۴۵	۱۹۳۶۲۵

(ج) قسم تعلیم اور ممالک کے نام ضمیمہ نمبر ا میں درج ہیں۔

(د) سوال میں پوچھے گئے عرصے کے دوران جو وظائف لینے والے درحقیقت بیرون ملک چلے گئے، ان سے متعلق ضروری تفصیلات ضمیمہ نمبر ۲ میں درج ہیں۔

(ر) وزارتِ تعلیم کی طرف سے پیش کردہ، سہولیات میں سے سال ۱۹۷۴،۷۵ء کے لیے

آٹھ بلوچستان کے لیے مخصوص کر دیئے گئے تھے۔

بیرونِ ممالک / ڈونر ایجنسیوں کی طرف سے پیش کردہ وظائف کے سلسلہ میں کسی صوبے کے لیے کوئی تخصیص ناممکن ہے۔ کیونکہ اس کے لیے انتخاب عام مقابلے امتحان میں صرف قابلیت ہی کے بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ تاہم بلوچستان کے امیدواروں کو خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ اور اسطرح سال ۸۵-۸۶ء کے لیے بلوچستان سے ۶ امیدواروں کے نام منتخب کر لیے گئے ہیں۔

(۲) وظائف کی رقم ہر معاملے میں بدلتی رہتی ہے۔ غیر حکومتوں کی طرف سے پیش کردہ سہولیات کے سلسلے میں تمام اخراجات ڈونر ایجنسیاں برداشت کرتی ہیں۔ وظائف لینے والوں کے لیے الاؤنسز کی مقدار، جو وزارت برداشت کرتی ہے۔ ضمیمہ نمبر ۳ میں درج ہیں

(۳) قسم تعلیم اور مطالعہ کے ممالک کا نام وہی ہیں جو ضمیمہ نمبر ۱ میں درج ہیں۔

(۴) پروگراموں کے مطابق تاریخ روانگی بدلتی رہتی ہے۔

(۵) وزارتِ تعلیم کی طرف سے پیش کردہ سہولیات کے سلسلے میں منتخب امیدواروں کے نام صوبائی حکومت یونیورسٹی کی طرف سے موصول کیے جاتے ہیں۔ بیرونی ایجنسیوں کی طرف سے پیش کردہ وظائف کے سلسلے میں منتخب نام کیلئے کہا جاتا ہے۔ جبکہ دوسری صورت میں ان سہولیات کو مشتہر کیا جاتا ہے اور انتخاب وزارتِ تعلیم کی طرف سے انتخابی کمیٹی قابلیت اور مقررّہ طریق کار کی بنیاد پر کرتی ہے۔ تاہم مختلف صوبوں سے امیدواروں کی مناسب تعداد کی طرف خاص کر زیرِ ترقی علاقہ جات کے امیدواروں کے سلسلے میں خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

نمبر شمار	مطالعہ کے ملک نام	مطالعہ کے مضامین
۱	۲	۳
۱۔	آسٹریلیا	تعلیمی منصوبہ بندی انگریزی کی پڑھائی بحثیت غیر ملکی / دوسری زبان، خوراک ٹیکنیک، سماجی خدمات کی منصوبہ بندی اور عملدرآمد، انتظام لائبریری اور اصطلاعاتی خدمات۔
۲۔	بلجیم	ریاضی، انلائیٹیکل، کیمسٹری، ادویات حیوانات، معاشرتی میکانیات، بائیو کیمسٹری، سوشل سٹیٹ الیکٹرانک انجینیرنگ عوامی صحت، سول انجینیرنگ، کیمسٹری فزکس۔
۳۔	بلغاریہ	ایگریکل انجینیرنگ، ایگرانومی، انٹومالوجی۔
۴۔	کینیڈا	گھیتی کی مشینری، تاریخ، صنعتی انجینیرنگ، فزکس۔
۵۔	چین	چینی زبان، ریاضی، مکینیکل انجینیرنگ۔
۶۔	چیکوسلواکیہ	افزائش پودا۔ ایم۔ آر۔ سی۔ پی سرجری یا ادویات۔
۷۔	مصر	صحت حیوانات / افزائش، زرعی اکنامکس / انجینیرنگ زمینی اصلاحات اور اسکی ترقی۔
۸۔	فرانس	اکنامکس، کیمسٹری، تعمیرات، فرانسیسی زبان، بائیوکیمسٹری، زمینی سائنس، کمپیوٹر سائنس، فائبر ٹیکنالوجی باٹنی، سول انجینیرنگ، آرگینک کیمسٹری، مکینیکل انجینیرنگ فزکس، زبانیں، تواریخ۔
۹۔	جرمنی	بائیوکیمسٹری، زمینی سائنس، ادویات، باٹنی، آرگینک کیمسٹری، ریاضی، ری ایکٹر کنٹرول و آلات، ٹھوس حالت کی فزکس، کیمسٹری، خوراک کی مائیکروبیالوجی اورل سرجری، زمینی فزکس، فزکس، سمندری بیالوجی، فزیکل کیمسٹری۔
۱۰۔	مغربی جرمنی	آرگینک کیمسٹری، الیکٹریکل انجینیرنگ۔
۱۱۔	یونان	آرکیالوجی، تاریخ۔
۱۲۔	ہنگری	ہائیڈرولوجی، ریاضی، ایگریل انجینیرنگ
۱۳۔	ایران	فارسی زبان۔
۱۴۔	اٹلی	فزیالوجی، فزکس، توسیع تعلیم، اٹلی زبان، فصلی پودوں کی سائنس، ریاضی، حسابی تشریحات، انلائیٹیکل کیمسٹری، پیتھالوجی کیمسٹری۔
۱۵۔	جاپان	کیمسٹری اور کیمیکل انجینیرنگ، مائیکروبیالوجی، میرین مائیکروبیالوجی، سول انجینیرنگ، الیکٹریکل انجینیرنگ جاپانی زبان، جاپانی تاریخ، میٹرولاجیکل انجینیرنگ، خوراک کی تکنیک، ریاضی، فزکس۔

شہر شہر سے

چوہدری فضل الٰہی اور قاری محمد شریف صاحب کی جمعیۃ میں شمولیت

جہلم۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت مولانا محمد صادق صدیقی بمقام بیت الفضل منگلا روڈ دینہ میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں یہ طے پایا گیا کہ ضلع کا صدر دفتر جہلم میں ہوگا۔ اور دفتر کے انچارج مولوی محمد شفیع صاحب ہوں گے۔ جمعیۃ علماء اسلام کی سات رکنی کمیٹی تشکیل کی گئی جس میں مولانا محمد اکرم صاحب کھیوڑ۔ صاحبزادہ عبدالرحمٰن قاسم صاحب چکوال مولانا محمد صادق صدیقی صاحب دینہ۔ چوہدری فضل الٰہی صاحب دینہ حافظ محمد اکرم زاہد جہلم مولوی محمد شفیع صاحب جہلم حاجی عبدالرشید صاحب جہلم شامل ہیں پورے ضلع کا دورہ کریں گے۔ اور ہر جگہ تنظیمیں قائم کرینگے اجلاس میں یہ بھی طے پایا گیا کہ جمعیۃ کیطرف سے ایک مبلغ ہوگا۔ جو کہ تمام ضلع میں جمعیۃ کا کام کرے گا۔

جہلم چوہدری فضل الٰہی تاجپوری آف دینہ اور مولانا قاری محمد شریف صاحب خطیب مین بازار دینہ ضلع جہلم نے اپنے ساتھیوں سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور جمعیۃ کا فارم رکنیت پُر کر دیا۔ ہر دو افراد نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ہی ایک ایسی جماعت ہے جو کہ صحیح معنوں میں ملک میں اسلامی انقلاب لا سکتی ہے۔ آپ نے حضرت درخواستی صاحب، قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود، مولانا عبیداللہ انور۔ اور دیگر اکابرین جمعیۃ پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ مولانا مفتی محمود صاحب نے واقعی حق ادا کر دیا ہے۔ چوہدری محمد انور پاشا جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام ضلع۔ مولوی محمد شفیع صاحب، حاجی عبدالرشید صاحب، حاجی محمد دین صاحب صوفی عبدالخالق صاحب۔ حافظ محمد اکرم صاحب زاہد نے ہر افراد کی جمعیۃ میں شمولیت کا خیر مقدم کیا۔

اجلاس

چاکیواڑہ کراچی

حاجی دل مراد صاحب کی زیر صدارت دلمراد مسجد میوہ شاہ روڈ چاکیواڑہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قاری محمد صدیق صاحب نے فرمائی

افتتاحی تقریر جمعیۃ کراچی کے امیر حضرت مولینا نور الہدیٰ صاحب مہتمم مدرسہ جامعہ ربانیہ نے فرمائی حضرت امیر صاحب نے فرمایا۔

اگر جمعیۃ علماء اسلام محض ایک سیاسی پارٹی ہوتی تو ہم میں سے شاید کوئی بھی اس میں شمولیت اختیار نہ کرتا حقیقتاً جمعیۃ علماء اسلام ایک ایسی قوت اور منظم تحریک کا نام ہے۔ جو تمام باطل قوتوں سے ٹکرانے اور دین اسلام کی حفاظت و ترویج کے لیئے کوشاں ہے بالفاظ دیگر جمعیۃ علماء اسلام کی سیاست عام سیاست نہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکمت عملی اور آپ کی عین سُنّت ہے۔ قادیانی فیصلے کے بعد ہمارے کچھ احباب نے یہ سوچ کر گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوا کر ہماری ذمہ داری ختم ہو گئی۔

دراصل قادیانی فتنہ پہلے سے زیادہ سنگین صورت اختیار کر گیا ہے کیوں کہ پہلے وہ ہم میں ملے جلے تو ان کی سرگرمیاں خفیہ رہتی تھیں۔

لیکن ان کے عزائم مزید خطرناک ہو گئے ہیں اور انہوں نے نہ صرف یہ کہ قومی اسمبلی کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ اپنی نجی محافل میں اس فیصلے کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور اب بھٹو صاحب رہیں آپ کے خلاف سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔

لہٰذا آپ اس خوش فہمی میں مبتلا نہ ہوں کہ یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے اس فتنہ انکار ختم نبوت کے علاوہ اور بھی بہت سے فتنے ہیں۔ اور آپ کو ان کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ کیونکہ جہاد ایک افضل ترین عبادت ہے اور علماء حق کی اس جماعت کو مضبوط بنائیں۔ اس کی ہر آواز عوام الناس تک پہنچائیں۔ تاکہ مملکت خداداد پاکستان میں دین اسلام کا نفاذ ہو سکے۔ اسی میں آپ کے لیئے دونوں جہان کی کامرانی ہے۔

حضرت امیر صاحب کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کراچی کے سالار جناب مولینا خان محمد صاحب نے پرجوش انداز اور فی البدیہہ الفاظ میں فتنہ مرزائیت فتنہ انکار حدیث اور فتنہ تجدد پسندی کا پوسٹمارٹم کیا۔ ان کے بعد دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔

انتخاب

آخر میں حضرت امیر صاحب نے چند تجاویز برائے ضلع غربی عوامی رابطہ مہم اور تنظیمی امور پیش کیں۔ اور جمعیۃ علماء اسلام ضلع غربی کا از سرِ نو انتخاب عمل میں آیا۔

اسم گرامی	عہدہ	
حاجی دل مراد صاحب	امیر	دلمراد مسجد چاکیواڑہ
قاری محمد اسماعیل صاحب	نائب امیر اوّل	ہاشمی مسجد کلری
مولینا عبدالمجید صاحب	نائب امیر دوم	بادان چالی سائٹ
قاری محمد شوکت صاحب	ناظم اعلیٰ	حمزہ مسجد کلری
لال محمد عباسی صاحب	ناظم اوّل	عباسی سٹور بلدیہ
وزیر محمد صاحب	ناظم دوم	کیماڑی۔
محمد سعید صابر صاحب	ناظم نشر و اشاعت	قیوم آباد
مولوی محمد یوسف گلفام صاحب	خازن	مسان روڈ
رضا محمد بلوچ صاحب	سالار	شیخ مسجد کلری

قادیانیوں کا معبد

گکھڑ ضلع گوجرانوالہ میں گذشتہ روز قادیانیوں کیطرف سے مسجد کے نام سے عبادت گاہ کی تعمیر شروع کرنے پر علاقہ بھر کے مسلمانوں میں سخت اشتعال پھیل گیا۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے جنرل سیکرٹری علامہ محمد احمد لدھیانوی، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا ضیاء الدین آزاد جمعیۃ العلماء اسلام پاکستان کے مولانا غلام نبی کونسل لیگ کے میر محمد بشیر، محمد یعقوب چیمہ ایڈووکیٹ اور غلام رسول ایڈووکیٹ پر مشتمل ایک وفد نے ایس پی گوجرانوالہ سے ملاقات کر کے انہیں صورت حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ چونکہ قادیانیوں کو آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے۔ اس بناء پر انہیں مسلمانوں کے شعائر نماز، قرآن، مسجد اور اصطلاحات مثلاً امیر المومنین اور ام المومنین کو استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں ہے لہٰذا جب تک اس سلسلہ میں کوئی واضح قانون نہیں بن جاتا انہیں مسجد کے نام سے عبادت خانہ کی تعمیر سے روک دیا جائے۔

ایس پی نے انسپکٹر پولیس وزیر آباد کو موقع پر بھیجا جنہوں نے فریقین سے اس مسئلہ پر تفصیلی بات چیت کی اس موقع پر جمعیۃ علماء اسلام کے ضلعی امیر مولانا سرفراز خاں، صوبائی سیکرٹری اطلاعات مولانا زاہد الراشدی مقامی ناظم اعلےٰ ملک عبد القیوم اختر، جمعیۃ العلماء اسلام پاکستان کے مولانا عبد الصبور، مولانا حافظ حمید اختر، مولانا غلام نبی اور دیگر رہنما اور سینکڑوں کی تعداد میں عوام موجود تھے۔

کافی بحث وتمحیص کے بعد طے پایا کہ جب تک اس سلسلہ میں کوئی واضح پالیسی سامنے نہیں آتی قادیانی حضرات گکھڑ میں مسجد کے نام سے کی جانے والی تعمیر کو موجودہ حالت ہی میں رہنے دیں گے۔ اور اسکو مکمل نہیں کیا جائے گا۔ میر بشیر کونسل لیگ اور چوہدری ریاض احمد پیپلز پارٹی پر مشتمل کمیٹی بنا دی گئی ہے جو مسجد کی موجودہ کیفیت کا فوری معائنہ کر کے حکام کو اس سے آگاہ کرے گی۔ ڈاکٹر غلام محمد ناظم ضلع جمعیۃ

تنظیمی دورہ

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا سید نیاز احمد گیلانی، مولانا محمد لقمان علی پوری اور مولانا شفیق الرحمان درخواستی مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق لاہور ڈویژن کا تنظیمی دورہ کریں گے۔

۹ جنوری بروز جمعرات ۱۱ بجے دن سکھی رات علی پور چٹھہ۔

۱۰ جنوری بروز جمعہ خطبہ جمعہ مولانا محمد لقمان

دعائے مغفرت

جمعیۃ علماء اسلام بستی عثمان والی کے امیر حاجی محمد رمضان صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ حاجی صاحب مرحوم جمعیۃ کی مالی اور جانی امداد کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ موصوف صوم وصلوٰۃ کے پابند اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ اللہ تعالےٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

مرزائیت سے توبہ

چوہدری محمد حسین ولد چوہدری اللہ بخش مقام دھیر کے کلاں نے جامع مسجد حیات النبی میں خطیب ہذا کے سامنے اور حاضرین مجلس کے سامنے مرزائیت سے توبہ کر کے نئے سرے سے اسلام قبول کیا۔

بیان یہ ھے

منکہ چوہدری محمد حسین مقام دھیر کے مرزا غلام احمد قادیانی کو دجال اور کذاب سمجھتا ہے اور مرزائیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کرتا ہے۔ شہادتین اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام کی تجدید کرتا ہے

مدیر تبصرہ کی کراچی روانگی

جانباز مرزا ۹ جنوری کو عوام ایکسپریس سے ایک ہفتے کے لئے کراچی روانہ ہو رہے ہیں۔ وہ مارچ میں جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام منعقدہ نظام شریعت کے سلسلے میں عوام سے رابطہ قائم کریں گے۔ وہ حیدر آباد رحیم یار خاں صادق آباد بھی جائیں گے لہٰذا آئندہ ماہ کا تبصرہ شائع نہیں ہوگا۔

بقیہ تاثرات

برادر مکرم قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ترجمان اسلام نئے روپ میں نظر سے گزرا۔ امام انقلاب مولانا مفتی محمود صاحب کا اداریہ، دھماکے ہی دھماکے، جمہوریت ہماری سیاست ہے، "عوامی حکومت" کے لیے نشتر تھے امید ہے کہ آپ کی جرأت اور رنگینی قلم سے ترجمان اسلام ملک کی صحافت میں بہت جلد بلند مقام حاصل کرے گا۔

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پُردم ہے اگر تُو تو نہیں خطرۂ اُفتاد

والسلام۔ شیخ شرافت علی سیفی ناظم

جمعیۃ علماء اسلام جھنگ شہر

مکرمی جناب اکرام القادری صاحب

السلام علیکم۔ گذارش ہے کہ جمعیۃ طلباء اسلام کا آرگن ترجمان اسلام حضرت لاہوریؒ کے دور کی طرح دوبارہ منظر عام پر آیا، دیکھ کر از حد خوشی ہوئی جس پر آپ کو مبارک باد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آئندہ بھی خداوند کریم سے ترقی کے لیے دعاگو ہوں۔ اللہ تعالےٰ ترجمان کے معاونین کو جزائے خیر دے۔ آپ کا موجودہ طرز بہت عمدہ ہے۔ اخبارات سے مختصر خبریں جو کہ شائع کر رہے ہیں بہت ہی دل پسند ہیں۔ اس کے ذریعہ ترجمان مزید ترقی کریگا۔ آپ سے گذارش ہے کہ طلباء کے صفحہ کے علاوہ آپ انہیں خبروں میں جمعیۃ طلباء اسلام کی خبریں دیا کریں۔ اور کچھ تاریخی واقعات لکھا کریں۔

دعاگو۔ خاک پائے اکابرؒ

حافظ عبد اللطیف عثمانی ناظم نشریات

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع جھنگ

مکرمی ومحترمی ایڈیٹر صاحب

سلام مسنون۔ جمعیۃ علماء اسلام کوٹ ادو ترجمان اسلام کی موجودہ انتظامیہ کو دلی مبارکباد دیتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ موجودہ معیار برقرار رکھے اور مزید ہمت عطا کرے۔ والسلام۔ شیخ محمد اکبر ناظم

جمعیۃ علماء اسلام کوٹ ادو (مظفر گڑھ)

اربابِ دانش

تاثرات

احساسات" پیغامات"

مدیر محترم، قادری المکرم!

سلام مسنون۔ نیاز مقرون۔ ترجمان اسلام کی نشاۃ ثانیہ سے مسرت ہوئی۔ مبارک باد۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ اور ہر نقاش نقشِ ثانی بہتر کشد ز اولے……

علمائے حقہ اور اکابر کی جمعیۃ کے ساتھ، نوجوانان عزیز اور طلبا۔ ملّت اسلامیہ کی رفاقت سے انشاءاللہ فلاح دارین اور صلاح دین و دنیا نصیب ہو گی۔ اور صحیح اسلام کی خدمت کا جذبہ پیدا ہو گا۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزۃ علمائے کے دینی جہاد میں آپ حضرات کی معاونت و خدمت قبول فرما دیں۔

والسلام۔ راقم فاضل حبیب اللہ
امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع ساہیوال

برادرم اکرام القادری صاحب

سلام مسنون۔ تبلیغ چار قسم کی ہے۔ قلمی، قلبی، قدمی، قولی، ماشاءاللہ قلمی جہاد میں آپ کا حصّہ ہے۔ **کلمہ حق عند سلطانِ جابر جہاد اکبر** پر عمل شروع ہو چکا ہے۔ موجودہ ادارت اطمینان بخش ہے۔ اکابرین کے واقعات ضرور تحریر فرمایا کریں ازراہ کرم سب و شتم لعنت عیب جوئی تبرا سے مبرا رہیں دلائل براہین حقائق، شواہدات صحیح واقعات سچی حکایات، سیاسیات، اسلامیات قرآنی آیات نبوی ارشادات سے ترجمان اسلام پُر ہو۔

مبارک باشد و باشد مبارک۔ دعا گو
عبدالشکور دین پوری نائب صدر تنظیم اہلسنّت

محترم المقام اکرام القادری صاحب!

سلام مسنون۔ امید ہے کہ خیریت سے ہوں گے۔

یہاں پرچہ بدستور آرہا ہے۔ دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوتی ہے۔ مضامین و ترتیب، مضامین، نظمیں، اور کتابت و ٹائیٹل اور ضخامت بحمد للہ عمدہ ہے۔ اسکا ہر رُخ دیدنی ہے۔

گویا ترجمان اسلام کیا میرے دل کا ترجمان ہے یہ سب کچھ آپ جیسے دوستوں اور رانا شمشاد علی خاں و سید مطلوب علی زیدی جیسے مخلص معاونین کا جوادکرم ہے۔ خط اس کا بہت خوب، عبارت بہت ہی اچھی ہے۔ اللہ کرے حسنِ قلم اور زیادہ

والسلام۔ منظور احمد،
خطیب مسجد محمودی شہید، فرید ٹاؤن ساہیوال۔

مکرم اکرام القادری صاحب

سلام مسنون۔ ترجمان اسلام کی ترتیب، تزئین تدوین موجودہ مضامین و تحریر پر مبارکباد قبول فرمائیں۔ ماشاءاللہ جہاں ماہر ہیں بہترین شاعر ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ میرے خیال میں چند عنوانات معین کر دیں **جواھرات، سیاسیات، اسلامیات** اور **مشاھیرِ اسلام جماعتی خبریں واقعات** انشاءاللہ چار چاند لگ جائیں گے۔ نصاب کی تبدیلی حکومت کی روش پر ضرور قلم اٹھائیں۔

والسلام۔ سید عبدالرحمن شاہ
مدرسہ جامعہ عثمانیہ شورکوٹ

مکرمی جناب!

سلام مسنون۔ ترجمان اسلام کو نئی آب و تاب کے ساتھ منظرِ عام پر دیکھنے سے دلی مسرت ہوئی۔ مضامین نہایت موزوں اور وقتی تقاضوں کے مطابق ہیں۔ آپ کا اداریہ پڑھ کر **الہلال** اور **البلاغ** کی یاد تازہ ہوگئی۔ بے شک آپ کا اداریہ عوام میں بہت جلد حوصلہ افزا رجحانات پیدا کریگا۔ آپ کا اداریہ بڑی جرأت اور بے باکی سے حکومت وقت کے سامنے کلمۂ حق بلند کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں جناب احمد حسین کمال اور عمیر الہاشمی صاحب کے مضامین نہایت معلوماتی ٹھوس اور پر مغز ہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ آپ کی زیر نگرانی یہ رسالہ دِن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرے گا۔ جناب سید مطلوب علی صاحب زیدی کا آپ کے ساتھ تعاون بہت جلد اس رسالہ کو ملک کے جمہوریت پسند عوام کا ترجمان بنا سکے گا۔ آخر میں آپ سے گذارش کروں گا کہ آپ وقتاً فوقتاً جمعیۃ علماء اسلام اور جمعیۃ طلباء اسلام کے رہنماؤں کے ملکی حالات پر انٹرویو ضرور شائع کرائیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو مزید جرأت اور بے باکی سے سرفراز رے۔ آمین۔

یوسف دہلوی معاون خصوصی
جمعیۃ طلباء اسلام بھکر

محترم جناب اکرام القادری صاحب۔

سلام مسنون۔ گذارش ہے کہ ترجمان اسلام کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ اور سب پریشانیاں دور ہوگئیں اور پھر سب سے زیادہ حضرت مفتی صاحب اور آپ کے اداریے بہت پسند آئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ترقی دے۔ اور آپ کی مدد و نصرت فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

والسلام محمد عمر نائب صدر
جمعیۃ طلباء اسلام کندیاں

باقی صہ ۲۰ پر

مجلس عمومی جمعیۃ طلباء اسلام

(صوبہ سندھ)

اجلاس

جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ سندھ کی مجلس عمومی کا اجلاس زیر صدارت سید مطلوب علی زیدی ناظم عمومی جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان ۸ر دسمبر کو حیدر آباد میں منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں حضرت مولانا سعید احمد رائپوری اور محمد اسلوب قریشی صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان نے بھی شرکت کی۔

آئندہ دو سال کے لیئے جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ سندھ کا انتخاب عمل میں لایا گیا جس کے مطابق۔

صدر ـــــ سید عبدالغفور شاہ صاحب پیر شریف
نائب صدر اول ـــــ محمد سلیم صاحب شاہد نواب شاہ
نائب صدر دوم ـــــ عبدالسمیع صاحب سکھر
جنرل سیکرٹری ـــــ شیخ محمد اقبال صاحب جامشورو
ناظم ـــــ بشیر احمد صاحب قریشی حیدر آباد
خازن ـــــ فضل اللہ سیٹھار جام شورو
ناظم نشر و اشاعت ـ محمد اسلم شیخ میر پور خاص

ایک ناظم کا اعلان صوبائی صدر بعد میں کریں گے۔

حضرت مولانا سعید احمد صاحب رائے پوری نے نو منتخب کابینہ سے حلف وفاداری لیا۔

صوبائی مجلس شوریٰ

جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے صدر جناب سید عبدالغفور شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ صوبائی مجلس شوریٰ کا اعلان ایک دو ہفتوں میں کر دیا جائیگا

سید مطلوب علی زیدی صاحب کا خطاب

جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ سندھ کی مجلس عمومی کے اجلاس سے جناب زیدی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے یہ عزم کیا ہوا ہے کہ اسلامی نظام تعلیم اور اسلامی نظام حیات کے نفاذ تک اپنی جدوجہد کو آئینی اور جمہوری طریقوں سے جاری رکھیں گے۔

انہوں نے کہا کہ دنیا میں کوئی طاقت بھی سوائے اسلام کے امن کی ضمانت نہیں دے سکتی اور نہ ہی موجودہ معاشرے کو سنوار سکتی ہے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ دینی مدارس، سکولز، کالجز کے طلباء آپس میں مل کر اسلامی نظام کے لیے کوشاں ہوں تاکہ سامراجیت کے نرغے سے بچ جائے۔

رپورٹس

صوبائی مجلس عمومی میں جمعیتہ طلباء اسلام کے ضلعی سربراہوں نے تنظیمی رپورٹس پیش کیں۔ آئندہ لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ اور صوبہ کے مختلف علاقوں سے آتے ہوئے نمائندوں کا تعارف بھی ہوا۔

مرکزی راہنماؤں کے اعزاز میں استقبالیہ

صوبہ سندھ جمعیتہ طلباء اسلام کی مجلس عمومی نے مرکزی رہنماؤں جناب حضرت مولانا سعید احمد صاحب رائپوری جناب محمد اسلوب قریشی صاحب اور سید مطلوب علی زیدی صاحب کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔

جناب قریشی صاحب اور مولانا سعید احمد صاحب رائے پوری نے جامع اور بلیغانہ انداز میں تنظیمی امور اور ملکی حالات پر روشنی ڈالی۔ آخر میں کثیر تعداد طلباء نے مرکزی رہنماؤں سے خصوصی ملاقاتیں کیں۔ اور تعاون کا یقین دلایا۔

صوبہ سندھ کا سالانہ کنونشن

جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ سندھ کی مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا ہے کہ صوبہ سندھ کا سالانہ کنونشن یکم اور دو مئی کو کراچی میں منعقد ہوگا۔ اس کنونشن میں پورے صوبہ سے تقریباً پانچ ہزار طلباء شرکت کریں گے۔ کنونشن میں حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی، قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا عبدالکریم صاحب پیر شریف، مولانا عبیداللہ انور اور حضرت مولانا رائپوری صاحب کے علاوہ قائد طلباء محمد اسلوب قریشی، میاں محمد عارف صاحب، جناب سید مطلوب علی زیدی صاحب، جناب عبدالمتین چوہدری، رانا شمشاد علی، حافظ محمد طاہر صاحب کے علاوہ دوسرے رہنما بھی شرکت کریں گے۔

انتظامیہ کمیٹی کے کنوینئر

صوبائی کنونشن کے انتظامات کیلیئے محمد فاروق صاحب قریشی کو انتظامیہ کمیٹی کا کنوینر مقرر کیا گیا ہے۔

کنونشن کی سرگرمی سے تیاری کریں

جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے صدر جناب سید عبدالغفور شاہ صاحب اور جنرل سیکرٹری محمد اقبال شیخ صاحب نے صوبہ سندھ کی تمام شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ کنونشن کی پوری طرح تیاری کریں۔ اور کارکردگی سے متعلق صوبائی دفتر کو مطلع کرتے رہیں۔

صوبہ سندھ کا دفتر

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ صوبائی دفتر مستقل طور پر حیدر آباد میں ہوگا۔ صوبائی دفتر کے انتظامات صوبائی ناظم بشیر احمد قریشی صاحب کے سپرد ہونگے۔ صوبہ سندھ کی تمام شاخیں لٹریچر و دیگر ضروریات سے متعلق صوبائی سے رابطہ قائم کریں۔ فی الحال بشیر احمد قریشی سے درج ذیل پتے پر رابطہ قائم کریں

مدرسہ مفتاح العلوم گھاس مارکیٹ حیدر آباد۔

جمعیۃ طلباءِ اسلام کے شاہینوں کے لیے

عزمِ جواں

زاہد کلیم (مظفر آباد)

پھر طرزِ نو سے قائم بزمِ جہاں کریں گے   روشن سلف کا اپنے نام و نشاں کریں گے
پھر خود کو بے نیازِ عمرِ رواں کریں گے   اپنے وطن پہ قرباں، یہ دل یہ جاں کریں گے
اس دیس کی حفاظت، ہم نوجواں کریں گے
ہم نوجواں کرینگے

اس آسماں کے نیچے ہے کون؟ ہم کو ٹوکے   بڑھتے ہوں جب قدم تو کس کی مجال روکے
باطل کو پھونک دیں گے ہم برق بار ہو کے   معدوم عقل و دل سے خوابِ گراں کریں گے
اس دیس کی حفاظت ہم نوجواں کریں گے
ہم نوجواں کرینگے

کیا کیا بتائیں خوبی، اس پاک سرزمیں کی،   ہے جس کا ذرّہ ذرّہ اک مرکزِ تجلّی
جنّت اگر نہیں ہے، مانا یہ ہم نے پھر بھی   ہمّت سے اپنی، اس کو رشکِ جناں کریں گے
اس دیس کی حفاظت ہم نوجواں کریں گے
ہم نوجواں کرینگے

ہم ڈھونڈتے نہیں ہیں، اس بحر کے کنارے   طوفان کے شناور، ہم نوجوان ہیں سارے
ایمان کی ضیاء سے روشن ہیں دل ہمارے   اس روشنی سے روشن، سارا جہاں کریں گے
اس دیس کی حفاظت ہم نوجواں کریں گے
ہم نوجواں کرینگے

پتلے حدید کے ہیں، ہم سنگ کے ہیں پیکر   جرأت کے ہیں ستارے، بدلے ہیں ہم نے تیور
ہم کو عطا کیا ہے **قدرت** نے زورِ حیدرؓ   دنیا میں حشر برپا اے آسماں کریں گے
اس دیس کی حفاظت ہم نوجواں کریں گے
ہم نوجواں کرینگے

ٹیلیفون نمبر ۶۷۷۱۵ | ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۱۳۲

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

(اشتہارات کے نرخ حسب ذیل ہیں)

آخری صفحہ مکمل	۳۰۰/- روپے
آخری صفحہ نصف	۱۵۰/- روپے
آخری صفحہ فی کالم انچ	۱۰/- روپے
اندرونی صفحہ	۲۰۰/- روپے
اندرونی نصف صفحہ	۱۰۰/- روپے
اندرونی صفحہ فی کالم انچ	۶/- روپے

نوٹ : اشتہار کی رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔

کتبہ ارشاد احمد

پریمیئر پریس میں چھپا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ سے شائع کیا